ماہنامہ الفرقان ربوہ

مارچ ۱۹۷۲ء

ٹیلیفون ـ 682

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

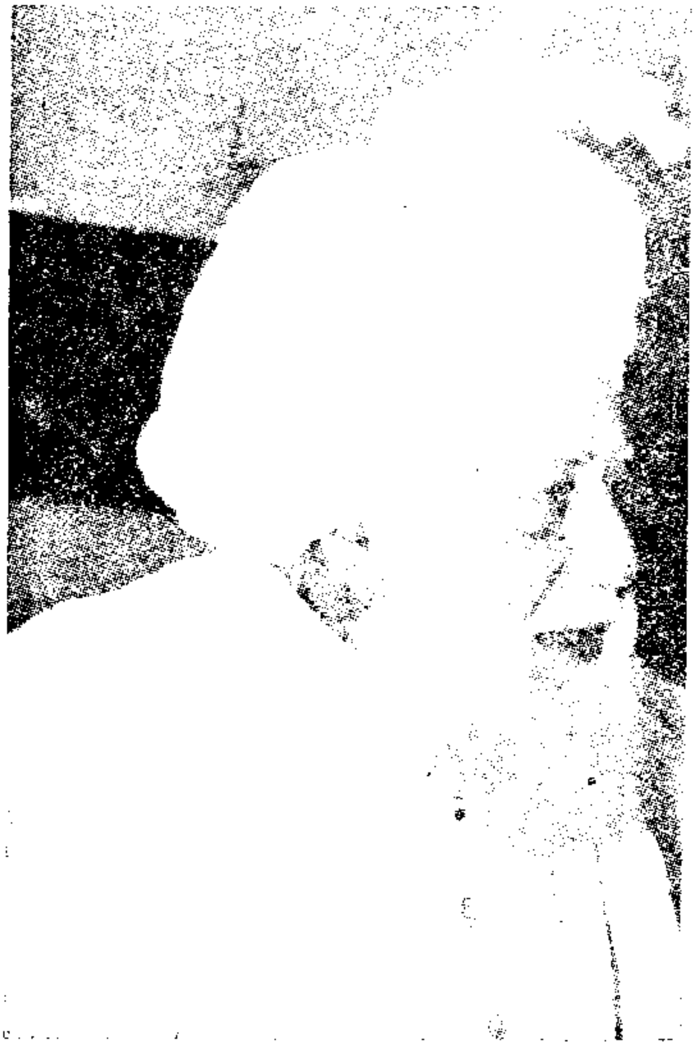

آئندہ سے ساری دنیا
کی
احمدی جماعتیں مکہ مکرمہ
کی
عیدالاضحیٰ کے دن یہ
عید منایا کرینگی

سالانہ اشتراک

پاکستان ـ سات روپے

ایک نسخہ کی قیمت : ستر پیسے

بیرونی ممالک بحری ڈاک ـ ۱ پونڈ

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک ـ ۲ پونڈ

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری

محترم جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر
مدیر الفضل کی رحلت

جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر ایل ایل بی ایڈوکیٹ ربع صدی سے زائد عرصہ تک جماعت احمدیہ کے آرگن روزنامہ الفضل کی ادارت کے فرائض ادا کرنے کے بعد ۲۷ جنوری ۱۹۷۲ء کو اللہ تعالی کے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ایک عظیم شاعر اور اعلی درجہ کے مضمون نویس تھے سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہونے سے پیشتر بھی آپکی شاعری مقبول عام تھی عظیم شعراء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ احمدیت کی نعمت سے نوازے جانے کے بعد خاص جوش اور ولولہ افرینی آپکی نظم و نثر میں پیدا ہو گئے۔

سلسلہ احمدیہ کا قیام و اذا الصحف نشرت کے زمانہ میں ہوا ہے روز اول سے اللہ تعالی نے سلسلہ کو مقتدر صحافی عطا فرمائے ہیں جن میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم، حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر، حضرت قاضی ظہورالدین صاحب اکمل، حضرت میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق، حضرت منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل ایسے بزرگ شامل ہیں۔ محترم جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر ایڈیٹر الفضل بھی اسی زمرۂ مجاہدین میں ایک نمایاں وجود ہیں۔ گذشتہ ربع صدی سلسلہ احمدیہ کے لئے حوادث، مخالفتوں کی آندھیوں اور شدید انقلابات کا زمانہ تھا۔ ایسے دور میں جماعتی ترجمان کی ادارت نہایت نازک ذمہداری ہے۔ تحمل و بردباری اور غیرت دینی کے ساتھ سلسلہ کی حمایت اور دشمنوں کے حملوں کا دفاع اہم ترین کام ہے یہ اللہ تعالی کا خاص فضل ہے کہ حضرت تنویر مرحوم نے اپنی اس ذمہ واری کو نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیا۔ برجستہ مقالے لکھے۔ بر موقعہ ولولہ انگیز اشعار شائع فرمائے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

زندگی مسلسل ہے اس جہان کے بعد اگلا جہان ہے مبارک ہیں وہ وجود جو اس جہان کی حیات مستعار کو کامیابی سے رضاء الٰہی کے لئے گزاریں جناب تنویر ایسے ہی افراد میں شامل ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازے اور ان کی اہلیہ محترمہ اور بچوں پر اپنی رحمت کا سایہ رکھے۔ اللھم آمین

ابوالعطاء جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۲ | ماہنامہ الفرقان ربوہ | صفر المظفر ۱۳۹۲ ہجری قمری
شمارہ ۳ | مارچ ۱۹۷۲ء | امان ۱۳۵۱ ہجری شمسی

ترتیب

- محترم جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر مدیر الفضل کی رحلت - ایڈیٹر ٹائٹل ص۲
- حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کا روحانی انقلاب آفرین اعلان ص۲
- منافقین کی ریشہ دوانیاں اور ان کی ناکامی پر قرآنی بیانات ایڈیٹر ص۳
- درس توحید (نظم) از در ثمین ص۷
- یادِ تنویر مرحوم (نظم) جناب نسیم سیفی صاحب ص۸
- البیان (سورۃ المائدہ ع ۱۴ کا سلیس ترجمہ و تفسیری حواشی) ابو العطاء ص۹
- مقامِ خلافت (فارسی نظم) محترم حکیم سید عبد الہادی صاحب ص۱۳
- شذرات ایڈیٹر ص۱۴
- غیرتِ دینی کے چند واقعات حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ص۱۷
- اے بلکوان کرم کو اپنی دنیا پر (نظم) جناب ناصر احمد ... صاحب ص۲۱
- مذہب ملائی کا مندرے اور سیاست (ماخوذ) ... ص۲۲
- الآراء والافکار جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد ص۲۵
- حمد اللہ تعالیٰ (عربی نظم) جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب ... ص۳۲
- واقعہ صلیب کی حقیقت جناب مولانا عبد الکریم صاحب شرما ص۳۳
- ایڈیٹر کی ڈاک چند احباب کے خطوط ص۴۱
- ایک مخلص احمدی کا اندوہناک حادثہ ایڈیٹر ص۴۴

قادیان میں جلسہ سالانہ!

احمدیہ مشن لندن کے ماہنامہ اخبار احمدیہ (مارچ ۱۹۷۲ء) میں شائع ہوا ہے کہ:-

"قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۲۰، ۲۱ اور ۲۲ فروری کو منعقد ہوا۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے ہزاروں احمدیوں نے شرکت کی۔ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔"

الحمد للہ رب العالمین

تبلیغی و تعلیمی مجلہ

ماہنامہ

الفرقان

مارچ ۱۹۷۲ء

پنجسالہ معاونین خاص

پاکستانی خریدار پچاس روپے یکمشت بھیج کر معاونین خاص میں شمولیت فرمائیں۔ پانچ سال تک رسالہ بھی ملے گا اور دعا کی تحریک ہوگی۔ بیرونی ممالک کے احباب پانچ سال کا چندہ بھجوا کر معاون خاص بن سکتے ہیں۔ (مینیجر)

سالانہ اشتراک

پاکستان ...... سات روپے
بیرونی ممالک - بحری ڈاک: ایک پاؤنڈ
" " ہوائی ڈاک: دو پاؤنڈ
قیمت فی رسالہ: ستر پیسے

ترسیل زر بنام مینیجر الفرقان
ربوہ

(طابع و ناشر: ابو العطاء جالندھری، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ)

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کا

روحانی انقلاب آفریں اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے خطبہ عید الاضحیہ میں اعلان فرمایا کہ :-

(الف) " میرے دل میں بڑی زبردست خواہش پیدا ہوئی ہے کہ دن کی ابتداء مکہ مکرمہ سے ہونی چاہیئے اور اس سلسلہ میں عالم اسلام کو آپس میں تعاون کرنا چاہیئے۔ دنیا کی جہاں سے مرضی ہو دن کی ابتداء کرتی رہے۔ ہم اپنے مسائل کے حل کرنے کے لئے دن کی ابتداء مکہ مکرمہ کے وقت سے کریں گے "

(ب) " مَیں جس کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے، نہ یہ کہ میری کوئی خوبی دیکھ کر، جماعت احمدیہ کا امام بنایا ہے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے ساری دنیا میں تمام احمدی جماعتیں انشاء اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ کی عید کے دن عید منائیں اور ساری دنیا کی احمدی جماعتیں یہ کوشش کریں گی کہ وہ اپنے مسائل حل کرنے کے لئے اسلام کے دن کا آغاز (یعنی جہاں ہم نے کسی نقطہ پر ہاتھ رکھ کر کہنا ہے کہ یہاں سے دن شروع ہوتا ہے) اس سورج کے طلوع ہونے سے تعلق رکھے گا جو مکہ مکرمہ کی زیارت کے لئے مشرق سے اُبھر رہا ہوگا "

(الفضل ۳۰ محرم الحرام ۱۳۹۲ ہجری قمری - ۱۷ مارچ ۱۹۷۲ء)

پس ساری دنیا کی احمدی جماعتوں کا فرض ہے کہ آئندہ سے عید الاضحیٰ اسی روز منائیں جس روز مکہ معظمہ میں عید منائی جا رہی ہو۔ اس بارے میں ہر ملک کے لئے اس کے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے ایک تفصیلی ہدایت انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگا و باللہ التوفیق ٭

ادارِیہ

منافقین کی ریشہ دوانیاں

اور

ان کی ریشہ دوانیوں کی ناکامی پر قرآنی بیانات

قرآن مجید نے نبیوں کی دعوت، اس کے اثرات اور نتائج کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ نبی اپنی بعثت کے ساتھ الٰہی پیغام کو پیش کرتے ہوئے اعلان کر دیتا ہے کہ یہ آسمانی صداقت ہے اسے ماننا یا نہ ماننا تمہارا اپنا کام ہے وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف ع ۴) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مامور ربانی کے آنے پر انسانوں کے دو گروہ بن جاتے ہیں فَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَّمِنْكُمْ كَافِرٌ (التغابن ع ۱)

قرآن مجید میں بار بار صراحت کی گئی ہے کہ مومنین کا گروہ ابتدا میں نہایت ضعیف اور کمزور ہوتا ہے، ان کی تعداد بھی قلیل ہوتی ہے —— کافرین اور منکرین کا جتھہ مضبوط ہوتا ہے۔ وہ اپنی گنتی اور اپنی مالی حالت میں بدرجہا بڑھ کر ہوتے ہیں۔ ظہورِ نبوت کے بعد ان دونوں گروہوں میں معرکۂ حق و باطل شروع ہو جاتا ہے۔ باطل پرست کافر اپنی پوری قوت سے مومنوں کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ حق کو نیست و نابود کر دینا انکا نصب العین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ روزِ اوّل سے نبی کے ساتھ ہونے کا اعلان فرما دیتا ہے۔ وہ مومنوں کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ فرمایا إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ (المومن ع ۶)

اس عظیم جدوجہد میں جبکہ مومنین باطل کے سامنے صف آرا ہوتے ہیں خود مومن کہلانے والوں میں سے ایک گروہ ان کی پیٹھ میں خنجر بھونکنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے، یہ منافقین کا گروہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے ادنیٰ کردار اور اپنی ناپاک ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ کافروں کا آلۂ کار رہتے ہیں انہیں کھلے دشمنوں کا فروں کی

پوری حمایت حاصل ہوتی ہے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ مشہور ضرب المثل ع گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مطابق ہم مسلمانوں کے نظام کو درہم برہم کر دیں گے۔ ہم مسلمانوں کے ایمانوں میں رخنے ڈال دیں گے اور ہم مسلمانوں کی جماعت کو پوری طرح شکست دے دیں گے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین کا یہ گروہ شروع سے مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی کئی سورتوں میں بھی منافقوں کا تذکرہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان اندرونی دشمنوں سے ہمیشہ چوکس رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حق کے کھلے دشمنوں یعنی کافروں کی تگ و دو کے ساتھ منافقین کی ریشہ دوانیوں کا مل جانا بظاہر مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے کے لئے کافی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی اور اپنے غلبہ و طاقت کو ظاہر کرنے کے لئے ان ہر دو گروہوں کو باہر سے اور اندر سے مسلمانوں کے مٹانے کے لئے کوشش کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ شجرۂ طیبہ اسلام میرے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے تم سارے مل کر بھی اسے تباہ نہیں کر سکتے۔ سارا زور لگا لو، ساری تدبیریں کر لو مگر تم ناکام و نامراد ہی رہو گے اور اللہ تعالیٰ جماعتِ مومنین کو ضرور غالب اور کامران کرے گا۔ پس منافقین کا وجود مومنوں کے لئے امتحان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نمایاں کرنے کا ذریعہ۔ لہذا کسی الٰہی جماعت میں منافقین کے ہونے پر تعجب نہ کرنا چاہیئے۔

قرآن پاک نے جہاں اسلام کے خلاف کافروں کی کوششوں کا بار بار ذکر فرمایا ہے وہاں اس نے منافقوں کی ایذا رسانیوں اور ریشہ دوانیوں کو بھی نمایاں طور پر بیان کیا ہے تا مسلمان ان کی طرف سے بھی ہوشیار رہیں۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ منافق دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) اعتقادی منافق (۲) عملی منافق۔ اعتقادی منافق وہ ہیں جو دل میں اسلام اور دین حق کے عقائد کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ وہ دل سے انہیں نہیں مانتے محض لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ایسا اظہار کرتے ہیں کہ ہم ان عقائد کو مانتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ تو روز اول سے، اسلام کے ماننے کے اعتراف کے دن سے، عقائد کو جھوٹا سمجھتا ہے۔ ان کے اسلام میں داخل ہونے کا مقصد اندر سے اسلام کی تخریب اور مسلمانوں کی بربادی کے سامان پیدا کرنا ہوتا ہے۔ وہ ایمان کا لبادہ اوڑھ کر کفر کے سپاہیوں کا کام کرتے ہیں۔ ایک گروہ ان منافقین میں ایسا بھی ہوتا ہے جو اسلام میں داخل ہوتے وقت اچھے بھلے مسلمان تھے، عقائد اسلامیہ کو درست سمجھتے تھے مگر بعد ازاں قربانیوں کے مطالبات اور دشمنوں کی مخالفتوں کے باعث ازراہِ بزدلی پیچھے کی طرف مڑ جاتے ہیں اور ان کے اعمال میں تذبذب پیدا ہو جاتا

ہے اور وہ جماعت کے ساتھ قربانیوں میں شمولیت سے گریزاں ہوتے ہیں۔ سورہ بقرہ ع۲ کے آخری حصہ میں منافقین کی ان دو اقسام کی علیحدہ علیحدہ مثال بیان ہوئی ہے پہلی مثال اعتقادی منافقین کی ہے جو مادی منفعت کے حصول کے لئے آگ روشن کرنا چاہتے ہیں مگر نور سے محروم ہوتے ہیں اور صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ کے مصداق ہوتے ہیں۔ دوسری مثال بارش کی بجلیوں کی بیان ہوئی ہے جس میں رعد اور کڑک ہے۔ یہ منافق ترقیات کے ایام میں مسلمان کہلا کر آگے قدم رکھتے ہیں لیکن مشکلات کی گھڑیوں میں ٹھہر جاتے ہیں۔ یہ قسم عملی منافقوں کی ہے۔ بظاہر ان کی اصلاح ممکن بھی ہے اور نسبتاً آسان بھی۔ لیکن اعتقادی منافق تو اسلام کے قلعہ میں سرنگ لگانے والے ظالم ہوتے ہیں۔

اسلام کی ترقی کے دَور میں اعتقادی منافق حسد و بغض کے انگاروں پر لوٹتے ہیں اور اسلام کے مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ عملی منافق ہر دَور میں اپنی سستی، کاہلی اور قربانی سے گریز کے ذریعہ شناخت کئے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ (توبہ ع۷) کہ وہ منافق نمازوں میں سستی اور کسل سے آتے ہیں اور راہ خدا میں کراہت سے خرچ کرتے ہیں۔

منافق جان و مال کی قربانی سے گریزاں ہوتا ہے۔ جنگ سے پیچھے رہنے کے لئے بہانے بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِنْ يُّرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝ (احزاب ع۲) کہ منافقین کا ایک گروہ نبی سے یہ کہہ کر اجازت مانگتا ہے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ فرمایا ان کے گھر غیر محفوظ نہیں ہیں یہ صرف بھاگنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

قرآن مجید نے منافقوں کے ذکر کو بہت اہمیت دی ہے حتّٰی کہ ایک خاص سورۃ المنافقون کے نام سے نازل فرمائی ہے۔ پہلی سورہ بقرہ کے شروع میں ہی مومنوں اور کافروں کے مختصر ذکر کے بعد منافقوں کا لمبا بیان آیا ہے۔ علاوہ ازیں متعدد قرآنی سورتوں میں منافقوں اور انکی ریشہ دوانیوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

منافقین کی سب سے بڑی شرارت

جس کا اللہ تعالیٰ نے متعدد مرتبہ ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ دشمنانِ اسلام سے رابطہ پیدا کرکے انہیں مسلمانوں کے خلاف ابھارتے ہیں۔ مسلمانوں کی اندرونی باتوں کو ان تک پہنچاتے ہیں اور مومنوں کو کفار کی طاقت سے ہیبت زدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت کو فساد پیدا کرنے سے تعبیر فرمایا

ہے۔ فرماتا ہے جب منافقوں کو اس فتنہ پردازی کے ترک کرنے کی تلقین کی جاتی ہے تو وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ کہ ہم توسراسر اصلاح کا طریق اختیار کر رہے ہیں۔ فرمایا منافق مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لانے والے ہیں لیکن کفار کے سرغنوں سے مل کر انہیں اپنی معیت کا یقین دلاتے ہیں اور مومنوں کے ساتھ اپنے رویّہ کو محض مستہزیانہ کارروائی قرار دیتے ہیں۔

دوسری جگہ منافقین کے سلسلہ میں فرمایا وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ (توبہ ع ۱۳) کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو دُکھ دینے اور اپنے انکار پر مُہر کرنے کے لئے مسجد بنائی ہے تا اِس طرح مومنوں میں تفرقہ پیدا کریں اور اللہ اور رسول سے جنگ کرنیوالوں کے لئے گھات کی جگہ مہیّا کریں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی کفار سے سرگوشیوں کا ذکر کرکے فرمایا ہے وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارَھُمْ (سورہ محمدؐ ع ۳) کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اِن رازدارانہ باتوں سے خوب واقف ہے۔ وہ اپنے سالے منصوبوں کے باوجود کامیاب نہیں ہوسکتے۔ منافقوں کے کافروں سے سازباز کرنے کا ذکر سورۃ المجادلہ ع ۳ میں بھی موجود ہے۔

منافقین کی ایک اور بڑی علامت قرآن پاک نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ رسول اور مومنوں کے استخفاف اور تحقیر کے درپے ہوتے ہیں۔ بے ادبی اور طعنہ زنی ان کا طریق کار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْھُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ ھُوَ اُذُنٌ (توبہ ع ۸) منافق یہ کہہ کر نبیؐ کو اذیت پہنچاتے ہیں کہ وہ توسراسر کان ہے یعنی لوگوں کی باتیں سُنکر فوراً مان لیتا ہے۔ پھر فرمایا وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّلْمِزُکَ فِی الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْھَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ یُعْطَوْا مِنْھَا اِذَا ھُمْ یَسْخَطُوْنَ (توبہ ع ۷) کہ بعض منافق صدقات کی تقسیم کے سلسلہ میں نبی پر طعن کرتے ہیں۔ اگر تو ان کو مال مل جائے تو وہ خوش ہوجاتے ہیں اور اگر ان کو صدقات سے حصّہ نہ ملے تو ناراض ہوتے پھرتے ہیں۔

یہودی اور منافق ادبِ نبوی کو دُور کرنے کے لئے بے ادبانہ انداز اختیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا (البقرہ ع ۱۳) کہ مومن رَاعِنَا کا لفظ بھی استعمال نہ کریں اس کی بجائے اُنْظُرْنَا کہا کریں کیونکہ اوّل الذکر لفظ کو بے ادبی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

منافق لوگ چندہ دینے والے غریب مسلمانوں پر بھی طنز کرتے تھے اور تمسخر سے

کام لیتے تھے (توبہ ع ۱۰) خود جہاد سے پیچھے رہتے تھے اور دوسروں کو بھی جہاد کے لئے جانے سے روکتے تھے۔ غرض منافقین رسول اور اس کے متبعین کے ایمانی رابطہ کو کمزور کرنے کے لئے اندرونی طور پر ہر طرح کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ افواہیں پھیلا کر مسلمانوں اور مرکز اسلام کے امن کو برباد کرنا چاہتے ہیں (احزاب ع ۸) نبی اور مسلمانوں کی کامیابی ان کو ناپسند ہوتی ہے اور وہ مومنوں کی مصیبت پر خوش ہوتے ہیں۔ (توبہ ع ۷)

منافقین کا باقی ذکر آئندہ قسط میں ہوگا۔ (انشاء اللہ العزیز)۔

خلاصہ یہ ہے کہ منافقین کی ساری شرارتوں اور فتنہ پردازیوں اور سازشوں کے باوجود الٰہی سلسلہ غالب آتا ہے اور منافق اپنے تمام منصوبوں میں ناکام رہتے ہیں۔ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا — یہ اللہ تعالیٰ کی تائید کا چمکتا ہوا نشان ہوتا ہے جو ہمیشہ آسمانی جماعتوں کے شاملِ حال رہتا ہے وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ +

درسِ توحید

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کرکے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پُرعذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں (بخاری)

الفرقان کا ٹیلیفون

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دفتر الفرقان (بیت العطاء۔ دارالرحمت وسطی) میں ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء سے ٹیلیفون لگ گیا ہے۔ نمبر ۹۲ ہے۔

(مینیجر)

بیادِ تنویر مرحوم

زندگی بہانہ ہے موت بھی بہانہ ہے
جس طرح چاہو کہو ایک ہی فسانہ ہے

ہم نے حضرتِ تنویر سے یہ بات سیکھی ہے
مر کے بھی نہیں مٹتے جن کا یہ زمانہ ہے

رتجگا کیا اور پھر وقتِ صبح نیند آئی
یہ بھی آپ کا انداز شاید شاعرانہ ہے

فرش پر بھلا بیٹھے کیوں وہ طائرِ قدسی
عرش کی بلندی پر جس کا آشیانہ ہے

بات بات میں نکتہ نکتہ لفظ میں معنی
بزمِ حسن میں ہر اک اشارہ عاشقانہ ہے

بیچ دی متاعِ دل اک نگاہ کے بدلے
اور زخم یوں پالے جیسے اک خزانہ ہے

فکر سے ہوا پیدا اک جہاں خیالوں کا
اور ان خیالوں میں ہستی آشیانہ ہے

کل نسیم یاد اُن کو اوروں کی ستاتی تھی
آج یاد ہے اُن کی وہ بھی غائبانہ ہے

(نسیم سیفی)

سُورۃ المائدۃ ع۱۶

البَیَان

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

(یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے ان لوگوں (عیسائیوں) سے کہا تھا کہ

اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَکَ

مجھے اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ دو معبود بنا لو (یعنی تثلیث کی تعلیم دی تھی؟) حضرت مسیح عرض کریں گے اے اللہ تو (شرکوں سے) پاک ہے

مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ق بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ

میرے لئے ہرگز روا نہ تھا کہ میں وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں تھا۔ اگر (بالفرض) میں نے

قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا

یہ بات کہی ہوتی تو حضور کے علم میں ہوتی۔ آپ تو اسے بھی جانتے ہیں جو میرے دل میں ہے اور میں آپ کی ذات کی

تفسیر: زیرِ تفسیر رکوع مسئلہ حیاتِ مسیح و وفاتِ مسیح کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ ایک زمانہ میں عیسائیوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا تھا کہ حضرت مسیح ابن اللہ ہیں آسمانوں پر زندہ بیٹھے ہیں اور وہ خود ہی دوبارہ زمین پر اُتریں گے۔ قرآن مجید نے حضرت مسیح کی صلیبی موت کی نفی کی لکراُن کی طبعی وفات کا اعلان فرمایا ہے لیکن قرونِ وسطیٰ میں بعض ہوشیار عیسائیوں نے اسلامی لبادہ اوڑھ کر مسیح کی آسمانوں پر جسمانی زندگی کا عقیدہ مسلمانوں میں بھی رائج کر دیا۔

اس آخری زمانہ میں عیسائی پادریوں نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے مسیح کے آسمانوں پر زندہ مانے جانے کے عقیدہ سے بہت فائدہ حاصل کیا اور ہزارہا مسلمانوں کو مرتد کر لیا۔

اس رکوع میں اُس مکالمہ کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ اور مسیح کے درمیان ہوگا۔ حرف اِذْ جب فعلِ ماضی پر داخل ہو تو اسے

فِیْ نَفْسِكَ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ

بات کو نہیں جانتا۔ آپ تمام غیبوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا

اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ

سوائے اسکے جس کے کہنے کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا یعنی یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے۔ میں

عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ

ان پر اُس وقت تک نگران رہا جب تک میں اُن کے درمیان تھا۔ پھر جب تُونے میری رُوح قبض کرلی اور مجھے وفات دیدی

كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

تو تو ہی اُن پر نگہبان تھا۔ اور تُو ہر چیز پر

شَهِیْدٌ ○ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

نگران اور گواہ ہے۔ اب اگر تُو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں (کوئی عذر نہیں کرسکتے) اور اگر ان کی مغفرت فرمائے

عموماً ماضی کے معنوں ہی مخصوص کر دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم اور اسکے کلام کے لحاظ سے فعل ماضی مستقبل کی پیشگوئیوں اور واقعات کے لئے بھی مستعمل ہوجاتا ہے پس لفظ اِذْ قَالَ کے یہ معنے بھی ہوسکتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ (گویا یہ آئندہ ہونے والے مکالمہ کا ذکر ہے۔) اور یہ معنے بھی ہوسکتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ہر دو معنوں کو تسلیم فرما کر اس رکوع کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت فرمایا ہے۔ آپ نے آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کو وفات مسیح کے لئے نص قرار دیا ہے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کے زیر اثر غیر احمدی پڑھے لکھے دوست بھی اس رکوع کو "احمدیوں کا رکوع" کہہ دیتے ہیں۔ ایک دفعہ خاکسار بعض احباب کے ساتھ جناب ایکسپریس میں پشاور جا رہا تھا ایک غیر احمدی انجینیر جو حافظ قرآن بھی تھے ہمارے ڈبہ میں سفر کر رہے تھے۔ ہم سب نے نماز فجر ادا کی تو حافظ صاحب موصوف اپنی جگہ پر آہستہ آہستہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ میں نے کہا کہ ہمیں بھی قرآن مجید سنائیں۔ کہنے لگے کہ کہاں سے سناؤں؟ میں نے کہا جہاں سے آپ پسند فرمائیں۔ اُنہوں نے پھر اصرار کیا کہ میں کوئی رکوع معین کروں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا آپ سورہ المائدہ کا آخری رکوع سنائیں۔ اس پر وہ صاحب کچھ ناراض سے ہو کر کہنے لگے کہ وہ رکوع کیوں پڑھوں۔ میں نے کہا کہ آپنے خود اصرار کرکے مجھ سے رکوع

فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ

تو تو ہی غالب اور حکمت والا ہے ۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ یہ وقت ایسا ہے جس میں

يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

سچوں کو ہی اُن کا صدق نفع دے گا ۔ اُن کے لئے ایسے باغات ہوں گے جن کے تابع

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ

نہریں جاری ہوں گی وہ لوگ ان باغات میں ہمیشہ ہمیش کے لئے قیام کرنیوالے ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور

رَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

وہ اس سے خوش ہوگئے ۔ یہ بڑی کامیابی ہے ۔ اللہ ہی کے لئے آسمانوں ،

وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

زمینوں اور ان کے درمیان والی سب چیزوں کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۔

معین کروایا ہے ۔ سارا قرآن مجید ہی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اسلئے اس رکوع کے پڑھنے میں کیا ہرج ہے ؟ انہوں نے ہمیں ربوہ سے سوار ہوتے دیکھا تھا وہ پہلے سے اس ڈبہ میں موجود تھے کہنے لگے کہ یہ احمدی لوگوں کا خاص رکوع ہے اسی لئے آپنے اس کے پڑھنے کے لئے کہا ہے ۔ باتیں ہوتی رہیں تبلیغ کا بھی موقعہ مل گیا مگر حافظ صاحب نے اس رکوع کی تلاوت نہ کی ۔ یہ واقعہ ایک لطیفہ کا رنگ رکھتا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ اس رکوع سے حضرت مسیح کی وفات کا عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے ۔

اس رکوع کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا سوال مذکور ہے جو وہ حشر میں نہایت جلال سے حضرت مسیح سے فرمائیگا ۔ تثلیث پرست عیسائی ملزموں کے طور پر سامنے کھڑے ہونگے ۔ اللہ تعالیٰ مسیح سے پوچھے گا کہ کیا ان عیسائیوں کو تین خداؤں کے ماننے کی تعلیم آپ نے دی تھی ؟ کیا آپ نے ان سے یہ کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبود مانو ؟ حضرت مسیح عرض کرینگے کہ اے اللہ تو نے مجھے رسول بنا کر بھیجا تھا ۔ اگر میں توحید کی بجائے تثلیث کی تعلیم دیتا تو اس سے آپ کا انتخاب غلط قرار پاتا ۔ سُبْحٰنَكَ تو تو پاک ہے یعنی تو ہر قسم کی غلطی سے پاک ہے اسلئے یہ ممکن نہ تھا کہ میں تین خداؤں کے

ماننے کی تلقین کرتا۔ پھر مسیح فرمائیں گے کہ میں بطور رسول بھی ایسی تعلیم نہ دے سکتا تھا اور اگر میں ایسی بات کہتا تو آپ کے علم میں ہوتی۔ پس میں ایسی تعلیم دینے سے بُری ہوں۔

دوسری آیت میں حضرت مسیح فرمائیں گے کہ میں نے تو ان لوگوں کو ہمیشہ توحید کی تعلیم دی تھی اور کہا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے پس میں نے تو تثلیث کی تردید کی ہے اور میں نے ہرگز توحید کے خلاف تعلیم نہیں دی۔ پھر عرض کریں گے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ کہ جب تک میں ان میں زندہ موجود رہا اُس وقت تک میں ان کا نگران تھا۔ انہوں نے میری زندگی میں تین خداؤں کا عقیدہ اختیار نہیں کیا تھا۔ مگر فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ جب اے اللہ! تُو نے میری رُوح قبض کر لی اور مجھے وفات دیکر میرے ان کے درمیان ہونے کے زمانہ کو ختم کر دیا تو میرا کوئی اختیار نہ رہا تُو ہی ان کا نگران اور محافظ تھا۔

حضرت مسیح نے جواب کے اس حصہ میں جہاں اپنی بریّت کی تکمیل فرمائی ہے وہاں یہ نہایت واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہا عیسائیوں نے عقیدۂ تثلیث اختیار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے میری توفّی کے بعد یہ عقیدہ اپنایا ہے پس میں ہر پہلو سے بری الذمہ ہوں۔

حضرت مسیح نے دو زمانے ذکر فرمائے ہیں ایک اپنی توفّی سے پہلے کا زمانہ اور دوسرا اپنی توفّی کے بعد کا زمانہ۔ پہلے زمانہ تک اپنی نگرانی کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ اس عرصہ تک عیسائیوں نے تین خداؤں کا عقیدہ اختیار نہ کیا تھا اسلئے لازماً ماننا پڑیگا کہ عیسائیوں میں عقیدۂ تثلیث حضرت مسیح کی وفات کے بعد رائج ہوا ہے۔ قرآن مجید دوسری جگہ عیسائیوں کے سلسلہ میں فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (المائدہ ع ۱۰) کہ وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے تین خدا بنا رکھے ہیں اور تین خداؤں کے قائل ہیں۔ پس روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ نزولِ قرآن مجید سے پہلے بہرحال حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے تھے۔

لفظ توفّی کے معنوں میں اب کسی اختلاف کی گنجائش موجود نہیں رہی۔ حضرت ابن عباسؓ نے مُتَوَفِّيكَ کے معنے مُمِيتُكَ بتا کر معیّن کر دیا کہ توفّی کے معنے موت ہیں (بخاری کتاب التفسیر) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز جب میری اُمّت کے کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لیجایا جائیگا اور میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی اور میرے اُمّتی ہیں تو مجھے جواب دیا جائیگا إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ کہ آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کی وفات کے بعد کیا کیا بدعتیں اختیار کر لی تھیں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ کہ میں اُس وقت وہی جملہ دُہراؤں گا جو اللہ کے ایک نیک بندے نے کہا کہ میں جب تک ان میں زندہ رہا تو اُن کا نگران تھا لیکن اے اللہ! جب تُو نے مجھے

وفات دیدی تو تو ہی ان کا نگران تھا۔ (بخاری کتاب التفسیر) اس حدیث نبوی سے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کے معنے آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو گئے ہیں۔

اس آخری زمانہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں لفظ توفی کے معنوں کے بارے میں زبردست انعامی چیلنج دیا کہ کوئی شخص لغت عرب، نظم و نثر عربی زبان سے ثابت نہیں کر سکتا کہ جب توفّی کا فاعل اللہ ہو اور باب تفعّل ہو اور ذی روح مفعول بہ ہو اور اس جگہ لیل یا منام کا قرینہ صارفہ موجود نہ ہو جیسا کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ میں ہے تو اس جگہ توفّی کے معنے بجز موت اور قبض روح اور کچھ ہوں۔ آج پون صدی گزرنے کے باوجود کوئی شخص اس چیلنج کو توڑ نہیں سکا۔ میں نے اور ہمارے دوسرے علماء نے اس ملک میں اور بلاد عربیہ میں بارہا اس چیلنج کو دہرایا ہے مگر کوئی عالم جواب نہیں دے سکا۔

تیسری آیت میں حضرت مسیح ایک رنگ میں اللہ تعالیٰ کے رحم سے اپیل کرتے ہیں۔

چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج صادقین کو ہی ان کا صدق فائدہ دے گا۔ وہ خدا کی رضا کو پائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے مگر یہ عیسائی لوگ قابل مواخذہ ہیں۔

پانچویں اور آخری آیت میں اللہ تعالیٰ کے مالک یگانہ ہونے کا بیان ہے، اس کی مالکیت اور قدرت کا ذکر ہے اسلئے اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا کوئی جواز نہیں تھا اور نہ ہے ٭

مقامِ خلافت

خدا آنرا دہد منصب خلافت — کہ نزدِ او شود لائق خلافت
عدو را میکند مغلوب ہر جا — کند تائید حق ظاہر صداقت
ہمہ ساعت کند تبلیغِ دیں را — ہماں است لائق منصب خلافت
بیا اے منکرانِ دینِ احمد — بچشم خود بہ بیں شانِ خلافت
چرا داری عداوت از خلیفہ — نہ بینی در جہاں شوکت خلافت
خلیفہ خود کند مخلوق خدمت — بیا بنگر کرم ہر آں خلافت
عزیز است ہر چہ از جانم عزیزاست — کنم صد بار قرباں بر خلافت
دعا ہادی کند ہر روز و شب ایں — کہ پیوستہ مراد ارد خلافت

(حکیم عبد الہادی)

شذرات

(۱)

پاکستان کا آئندہ آئین کیسا ہوگا؟

روزنامہ نوائے وقت لاہور رقمطراز ہے:-

(الف) "سابق قوم پرست اور سرخ پوش ایک غیر پاکستانی آئین تیار نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے۔ پیپلز پارٹی اور نیپ میں لادینی نظریہ مشترک ہے پھر پیپلز پارٹی کی تائید میں احمدی حضرات پوری طاقت کے ساتھ موجود ہیں۔ اس عنصر کو بھی لادینی آئین ہی قابل قبول ہو سکتا ہے جس میں وہ بے فکر ہو کر نشوونما پا سکے۔ اِس فرقہ کے اثرات اب بہت بڑھ چکے ہیں اور حکمران پیپلز پارٹی میں اب یہ جرأت نہیں ہے کہ ان کو نظر انداز کر سکے البتہ تیسرا فریق اسلامی آئین بنانے کا پابند ہے دیکھیں وہ اپنے عہد کی کس حد تک پابندی کرتا ہے"

(نوائے وقت ۱۲/مارچ ۱۹۷۲ء)

(ب) "بظاہر یہی لگتا ہے کہ آنیوالے پاکستان کی بنیادیں اجنبی اور نئی ہوں گی اور ان بنیادوں پر ایک ایسے پاکستان کو قائم کرنے کی کوشش کی جائیگی جس میں قوم پرست کانگرسی، سوشلسٹ، کمیونسٹ، مسلم لیگی، سُنّی، شیعہ، احمدی، جماعتی سبھی ایک گھاٹ پر پانی پئیں اور مل جل کر رہیں"

(نوائے وقت لاہور ۱۲/مارچ ۱۹۷۲ء)

الفرقان - جماعت احمدیہ اسلامی قرآنی آئین کی داعی ہے اور اسی کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ قرآنی آئین کا اوّلین اصول یہ ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کہ دین میں سب کو آزادی ہے کسی پر کسی قسم کا جبر نہیں ہوگا۔ پھر قرآن مجید فرماتا ہے کہ جو تم کو سلام کہے اور مسلمان ہونے کا مدعی ہو تم اسے دنیا کمانے کے لئے غیر مسلم مت قرار دو۔

نوائے وقت کے فاضل نامہ نگار نے جس پاکستان کا تصوّر بیان کیا ہے قائداعظم مرحوم نے اسی کے لئے سب لوگوں کو دعوت دی تھی اور اپنی تقاریر میں واضح اعلان فرمایا تھا۔ اگر آج وہ قائم ہو جاتا ہے تو بڑی مبارک بات ہے۔

(۲)

علماء کے کردار سے مایوسی

(الف) جناب ریاض بشیر لکھتے ہیں:-

"میں حالات سے مایوس نہیں ہوں باایں ہمہ علماء کرام کے کردار سے بھی مطمئن نہیں ہوں اسلئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو فراموش کر چکے ہیں اور تعمیرِ ملت کے لئے ان کے سامنے کوئی لائحہ عمل نہیں ہے۔"
(المنبر لائل پور ۲ر فروری ۱۹۷۲ء صلا)

(ب) روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۱ر مارچ کے طویل مقالہ میں علماء سے خطاب کیا گیا ہے جس کے اقتباسات حسب ذیل ہیں:۔

(۱)۔ "آپ کا عمل رہا فرمانِ خدا "واعتصموا بحبل اللہ" کی مخالفت، آپ کی کئی کئی جمعیت علماء دین بن گئیں۔ دیوبندی بریلوی میں معرکہ آرائی لازوال۔ نہ رُکی نہ رُکے گی۔ دیوبندی دیوبندی سے ٹکرا گئے۔ مگر ہاں بریلوی دیوبندی مولانا مودودی کی جماعت کے خلاف متحد۔"

(۲) "حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ دونوں ہم عصر، ہم مسکن، دونوں کی مخاطب ایک قوم اور دونوں اصلاح و دعوت میں باہم معاون، اور آپ ہیں انبیاء کے وارث مگر آپ کا عمل رہا "اعداءُ بینھم" آپس میں ایک دوسرے کے دشمن۔"

(۳) "علماء اپنے مرکز خشیتِ الٰہی سے ہٹ کر مداہنت کا شکار ہو گئے ہیں۔"

(۴)۔ "اگر اس نازک اور پُرآشوب حالت میں بھی آپ نے اُمت کو خدا فراموشی کی لعنت سے نجات نہ دی تو پھر نہ بانس رہیگا نہ بانسری۔"

(۵)۔ "ہمارے علماء رسولِ برحق کے نائب ہیں، اصلاحِ ملت کا فریضہ کب اور کہاں انجام دیتے ہیں؟ صرف جمعہ کے دن اور جامع مسجد کے اندر یہاں نمازی آتے ہیں۔ وہی آپ کے نصائح سنتے ہیں۔ نہ یہاں راہزن آتے ہیں نہ نقب زن نہ جیب کترے نہ بردہ فروش نہ مکار نہ رشوت گیر، نہ پیشہ ور قاتل، ہاں کبھی کبھی آپ (علماء) محراب و منبر کے دائرہ سے باہر بھی نکلتے ہیں، کب؟ جب آپ کو کسی شہر کی انجمن سے دعوت نامہ آتا ہے۔ جب آپ دستار و جبہ سے آراستہ ہو کر جلسہ گاہ میں قدم رکھتے ہیں تو زندہ باد کے نعروں سے آپکی پذیرائی ہوتی ہے۔ آپ خطابت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو حضرت خطیب ملت کے مدحیہ کلمات سے آپ کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں تو کیا مجال کہ انسانی معاشرہ کو تباہ کرنے والے مفاسد کا تذکرہ ہو۔ سارا زورِ بلاغت لطائف آفرینی پر صرف ہوتا ہے اور جب آپ کے کسی لطیف نکتہ پر تحسین و مرحبا کی صدائیں اٹھتی ہیں تو سچ بتائیے کہ آپ کا نفس داد و تحسین کے طرب انگیز زہر سے مسموم نہیں ہو جاتا؟

اس زمانہ میں مسلمان کے کاروباری حلقوں میں دیانت و امانت مفقود۔ یہ وہ معصیت

ہے کہ جس پر حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو بار بار ٹوکا۔ باز نہیں آئے تو آسمان سے عذاب نازل ہوا لیکن کیا مجال کہ بازاروں اور منڈیوں کی مساجد میں مولوی صاحبان اس معصیت پر گرفت کرتے ہوں۔"

(نوائے وقت ۱۱ر مارچ ۷۲ء)

الفرقان۔ وہ لوگ کتنے بھولے ہیں جو ان علماء سے امت کی کشتی کے ساحلِ نجات تک پہنچانے کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔

(۳)

اکابر اہلحدیث کی انگریزوں سے وفاداری اور منسوخیٔ جہاد کے فتوے

پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری نے البلاغ (جولائی ۷۲ء) میں لکھا ہے کہ:۔

"جب ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی ناکام ہوگئی اور برِّعظیم ہندپر انگریزوں کو کامل غلبہ و تسلط حاصل ہوگیا اہل حدیث اور اس کے اکابر نے انگریزوں کی وفاداری کو دل و جان سے قبول کرلیا اور جہاد کی منسوخی کی تائید میں رسالے لکھے۔"

(بحوالہ الاعتصام لاہور ۲۱ر اگست ۷۱ء)

الفرقان۔ کیا ایسے وفادار اہلِ علم کی موجودگی میں انگریزوں کو کسی اور "آلۂ کار" کی ضرورت باقی رہتی تھی جنہوں نے جہاد کی منسوخی کی تائید میں رسالے بھی لکھے؟

(۴)

احراری علماء اور مخالفتِ پاکستان

بطور اظہارِ حقیقت روزنامہ نوائے وقت نے لکھا ہے کہ:۔

"اس سمجھوتہ کا ایک اور فریق سابق کانگرسی اور احراری علماء پر مشتمل ہے۔ مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی جو اس معاہدے کی تکمیل میں شریک ہیں بذاتِ خود پاکستان کے قیام کے کھلم کھلا مخالف تھے اور قائدِ اعظم کے بارے میں ان کے خیالات انتہائی معاندانہ تھے۔"

(نوائے وقت ۱۲ر مارچ ۷۲ء)

الفرقان۔ اس واضح حقیقت پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

(۵)

سفر کے لئے اسلامی حد کتنی ہے؟

نماز اور روزہ کے لئے سفر میں بعض سہولتیں ہیں سفر میں نماز قصر ہوتی ہے اکثر لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ کتنے میل پر جانا ہو تو انسان شرعاً مسافر قرار پاتا ہے اس بارے میں اہلحدیثوں کا فتویٰ یہ ہے کہ:۔

"سفر کی حد کم سے کم نو کوس ہے۔ نو کوس چلنا ہو خواہ پیادہ یا سواری ریل وغیرہ پر تو اپنے گاؤں یا شہر سے نکلتے ہی دوگانہ شروع کردے۔" (تنظیم اہلحدیث ۲۱ر اگست ۷۱ء)

الفرقان۔ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ کے مطابق عرفِ عام میں جو سفر ہو

غیرتِ دینی کے چند واقعات

(از قلم حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب طال عمرہ)

چند سالوں سے حکومتِ پنجاب کا ایک طبقہ جماعت احمدیہ کو مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ اس کی ابتداء ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ جب ایک دریدہ دہن ننگِ انسانیت شخص نے جس کا نام راجپال تھا ایک نہایت شرمناک کتابچہ بنام "رنگیلا رسول" شائع کر کے اپنی دنیا اور عاقبت تباہ کر لی۔ یہ کتابچہ مسلمانوں کے لئے شدید روحانی اذیت کا موجب ہوا۔ حکومت کی طرف سے مصنف پر فوجداری مقدمہ چلایا گیا۔ ابتدائی عدالت سے اُسے کچھ قید کی سزا ہوئی جو اپیل میں تو قائم رہی لیکن ہائی کورٹ میں نگرانی کی درخواست پر مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ نے قرار دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین قانون کی زد میں نہیں آتی اور ملزم کو بری کر دیا۔ اس فیصلہ سے مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوئے۔ راجپال رہا ہوا لیکن جلد ہی ایک جوشیلے مسلمان علم دین کے ہاتھوں جس کی آنکھوں میں راجپال کے فعل کی وجہ سے دُنیا اندھیر ہو رہی تھی کیفرِ کردار کو پہنچا۔

اس شدید ہیجان کے دَور میں حضرت امامِ جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ راجپال کے فعلِ شنیع کی ذمہ داری کسی حد تک ہم پر بھی عائد ہوتی ہے کیونکہ ہم اپنے اوّلین فرض کی کما حقہٗ ادائیگی سے اب تک غافل رہے ہیں جو یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور حضورؐ کے خُلقِ عظیم کی صحیح تصویر غیر مسلموں کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ آپ نے ملک کے طول و عرض میں سیرتِ نبویؐ کے جلسوں کا سلسلہ جاری فرمایا جو اب تک جاری ہے اور جس سے بہت نیک نتائج مرتب ہو چکے ہیں اور آئندہ ہونے کی امید ہے۔

دوسرے آپ نے ملک کے تعزیری قانون میں ترمیم کی مہم شروع کی جس کے نتیجہ میں قانون میں ایسی ترمیم کر دی گئی جس کے الفاظ واضح طور پر بانیانِ مذاہب کی تحریری یا تقریری توہین کو قابلِ تعزیر قرار دیتے ہیں۔

اس اثناء میں لاہور سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ مسلم آؤٹ لُک میں ایک اداریہ شائع ہوا جس میں مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلہ پر سخت تنقید کی گئی جس پر اخبار کے مالک مولوی نور الحق

صاحب اور پرنٹر سید دلاور شاہ صاحب احمدی کے نام ہائی کورٹ سے توہین عدالت کا نوٹس جاری ہوا۔ مسلمان وکلاء کا ایک مشاورتی جلسہ میاں سر محمد شفیع صاحب کے دفتر میں منعقد ہوا۔ مسئول علیہم کی طرف سے یہ واضح کیا گیا کہ وہ یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اداریہ زیر بحث سے مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کی توہین لازم آتی ہے۔ اداریہ کا مضمون جائز تنقید کی حد سے تجاوز نہیں کرتا۔ کیونکہ تنقید کی شدت سے جج کی توہین لازم نہیں آتی۔ اگر ہائی کورٹ قرار دے کہ اداریہ سے توہین لازم آتی ہے تو وہ بصد شوق سزا بھگتنا قبول کرینگے معافی طلب کرنا یا عدالت سے رحم کی درخواست کرنا اُنہیں ہرگز گوارا نہ ہوگا۔

اب یہ سوال اُٹھا کہ مسئول علیہم کی طرف سے وکیل کون ہو؟ سب کی نگاہیں میاں سر محمد شفیع صاحب کی طرف اُٹھیں لیکن آپ نے فرمایا میں معذور ہوں۔ لیڈی شفیع کی طبیعت سولن میں ناساز ہو گئی ہے اور میرے لئے آج رات سولن جانا ضروری ہو گیا ہے اسلئے میں کل عدالت میں مسئول علیہم کی طرف سے پیروی کے لئے حاضر نہیں ہو سکتا۔ اس پر متفقہ طور پر خواہش ظاہر کی گئی کہ شیخ سر عبد القادر صاحب مسئول علیہم کی طرف سے پیروی کریں۔ شیخ صاحب مولوی نور الحق صاحب کو ساتھ والے کمرے میں لے گئے اور جیسے بعد میں مولوی صاحب سے معلوم ہُوا، فرمایا کہ گورنر کی مجلس عاملہ میں ان کے عارضی تقرر کا فیصلہ ہو چکا ہے اسلئے ان کا ایک ایسے کیس میں پیش ہونا مناسب نہ ہوگا جس میں ایک طرف مسلمانوں کے نازک جذبات تلاطم میں ہیں اور دوسری طرف ہائی کورٹ کی توہین کا سوال ہے۔ چنانچہ کمرے میں واپس آ کر مولوی صاحب نے فرمایا کہ شیخ صاحب نے ان کا اطمینان کر دیا ہے کہ وہ پیروی سے معذور ہیں۔

اس مرحلے پر میاں محمد شفیع صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ میری رائے میں میرے دوست نصر اللہ خان (میاں صاحب اکثر مجھے میرے والد صاحب کے نام سے ہی یاد فرمایا کرتے تھے) سے بہتر کوئی اس خدمت کو نبھا نہیں سکتا۔ اس مجلس میں بہت سے اصحاب ایسے موجود تھے جو لیاقت اور تجربہ کے لحاظ سے مجھ سے کہیں آگے تھے۔ مثلاً میاں عبد العزیز صاحب، مولوی غلام محی الدین صاحب، سید محسن شاہ صاحب، ملک برکت علی صاحب، خلیفہ شجاع الدین صاحب، غلام رسول خان صاحب، میاں عبد الرشید صاحب، میاں محمد رفیع صاحب لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی نے اس مرحلے پر اس سعادت کے حصول کے لئے اس عاجز کا نام ہی میاں صاحب کی زبان سے نکلوایا۔ الحمد للہ۔ بہت سی نگاہیں میری طرف اُٹھیں ممکن ہے بعض رشک سے کہ یہ فخر ان کے حصے میں کیوں نہ آیا اور بعض شکر میں کہ اُنہیں اس امتحان میں نہ ڈالا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے بزرگوں کی موجودگی میں اپنے آپ کو اس قابل تو نہیں سمجھتا لیکن اگر مجھے ارشاد ہو تو اس کیس کی پیروی میرے لئے باعث فخر ہوگی اور میں یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ دوسرے ہی دن پانچ ججوں کے

اجلاس میں اس کیس کی سماعت تھی۔ تیاری کے لئے زیادہ وقت تو میسّر نہ تھا لیکن دعا کے مواقع ضرور میسّر تھے۔

اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے ہی عدالت کے ہال میں پبلک سامعین کا حصّہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ وکلاء میں سے بھی بہت سے موجود تھے۔ میں نے پہلے تو یہ عذر اُٹھایا کہ عدالت کو توہینِ عدالت کے معاملہ میں اختیارِ سماعت حاصل نہیں۔ یہ خاص اختیار کہ اپنی مزعومہ توہین کی سزا عدالت خود ہی تجویز کرلے برطانوی عدالتوں کا خاص مسئلہ ہے اور برطانیہ میں بھی یہ اختیار "عدالتہائے ریکارڈ" تک محدود ہے۔ اس اصطلاح سے برطانیہ میں جو مراد لی جاتی ہے اس کے مدّنظر لاہور ہائی کورٹ "کورٹ آف ریکارڈ" نہیں۔ اس نظریّہ کی تائید میں مَیں نے بعض نظائر بھی پیش کئے۔ دو گھنٹے کے قریب تو اسی بحث میں صرف ہوئے۔ اس کے بعد مَیں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نوٹ کا زیرِ بحث اداریہ جائز تنقید کی حد سے تجاوز نہیں کرتا اور تنقید خواہ کتنی شدید ہو توہینِ عدالت نہیں کہلاتی۔ ہر روز عدالتہائے اپیل عدالتہائے ابتدائی کے فیصلوں کو منسوخ کرتی ہیں اور بعض دفعہ عدالت ماتحت کے جج سے متعلق سخت الفاظ بھی استعمال کرتی ہیں لیکن اس سے ماتحت جج کی توہین لازم نہیں آتی۔ آخر مَیں نے کہا اگر بایں ہمہ آپ قرار دیں کہ اداریہ زیرِ بحث سے جج متعلقہ کی توہین لازم آتی ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت کی حفاظت کی سعی میں اگر ہائی کورٹ کے ایک جج کی توہین لازم ہوگئی تو یہ امر ناگزیر تھا جس کی پوری ذمہ واری مسئول علیہم تسلیم کرتے ہیں۔ جب بحث ختم ہوئی تو مولانا ظفر علی خان صاحب سامعین کے حصّہ سے کٹہرے کو ہٹا کر میری طرف لپکے اور اس ناچیز کے ہاتھوں کو بوسہ دیکر بلند آواز سے فرمایا "آج تم نے ان لوگوں کا مُنہ کالا کر دیا جو کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں قابل وکیل نہیں ملتا"! فجزاہ اللہ۔ عدالتِ عالیہ سے ان دو خادمانِ رسول مقبول ؐ کو چھ چھ ماہ زندان میں یادِ رسول ؐ اور ذکرِ الٰہی میں صرف کرنے کی مہلت عطا ہوئی۔ زہے بند و زہے زنداں۔

لاہور میں یہ فتنہ ابھی فرو نہ ہوا تھا کہ امرتسر سے ایک اور فتنہ نے سر اُٹھایا۔ ورتمان نامی ایک رسالہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ایک اور پلندہ شائع ہوا۔ دو دن کے اندر حضرت امام جماعت احمدیہ کا لکھا ہوا ایک مطبوعہ اشتہار بعنوان "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہونگے؟" لاہور، امرتسر اور بعض دیگر شہروں کی دیواروں پر چسپاں پایا گیا۔ فوراً دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔ پانچ یا پانچ سے زائد آدمیوں کا مجمع خلافِ قانون قرار دیا گیا۔ ہر قسم کے اشتہارات اور رسالہ جات کی طباعت اور اشاعت بدون اجازت ڈپٹی کمشنر ممنوع قرار دی گئی۔ غرض امنِ عامہ کے لحاظ سے ایک ہنگامی صورت پیدا ہوگئی۔ لیکن

آخر حکومت کی مشین بھی حرکت میں آئی۔ ورتمان کے طابع اور ناشر کے خلاف حکومت کی طرف سے ہائی کورٹ کے دو ججان کے روبرو استغاثہ دائر ہوا۔ سرکار کی طرف سے میاں سر محمد شفیع کو وکیل مقرر کیا گیا۔ عدالت نے مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے فیصلے کو منسوخ قرار دیا اور ملزمان کے خلاف جُرم قائم ہو کر اُنہیں قید کی سزا ہوئی۔

اس اثناء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لاہور تشریف لائے۔ جماعت کی طرف سے ایک مختصر رسالے کے شائع کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ خان ذو الفقار علی خان صاحب اور خاکسار کو ارشاد ہوا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی عدالت میں حاضر ہو کر رسالہ کی طباعت اور اشاعت کی اجازت طلب کریں۔ ڈپٹی کمشنر مسٹر اوگلوی تھے۔ وہ بھرے بیٹھے تھے۔ فرمایا ورتمان کے مضمون کے متعلق مرزا صاحب کو ایسا جوش پیدا کرنے والا اشتہار شائع کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ ورتمان کا مضمون متقاضی تھا کہ حکومت بہرحال طابع اور ناشر کے خلاف مقدمہ چلاتی۔ میں نے کہا "جیسے راجپال کے خلاف چلایا تھا؟" کہنے لگے "میرا بس چلتا تو میں ضرور راجپال کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچاتا۔" میں نے عرض کیا "لیکن آپ کا بس تو نہ چلا، نا!" ڈپٹی کمشنر نے پوچھا "یہ ورتمان والا اشتہار لاہور کی دیواروں پر چسپاں کرنے کا کون ذمہ وار ہے؟" میں نے عرض کیا "مجھے ذاتی طور پر تو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی لیکن چونکہ میں لاہور کی جماعت احمدیہ کا امیر ہوں اسلئے ذمہ داری میری ہے۔" پوچھا "حفظِ امن کی ذمہ داری کس کی ہے؟" میں نے کہا "ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی۔" کہنے لگے "اگر شہر میں فساد ہو جاتا تو؟" میں نے کہا "تو اسے فرو کرنا آپ کا فرض ہوتا۔ امام جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ دینی غیرت کی حفاظت کریں۔ اس فرض کی ادائیگی کے لئے قانون کے اندر رہتے ہوئے جو طریق وہ مناسب سمجھیں گے اختیار کریں گے۔ اگر وہ قانون کی خلاف ورزی کریں تو آپ بے شک ان کے خلاف اقدام کریں۔" اوگلوی بولے "خوب! تو اگر تمہیں امام جماعت کی طرف سے قانون شکنی کا حکم ملے تو تم قانون شکنی کرو گے؟" میں نے کہا "یہ سوال فضول ہے۔ اسلام قانون شکنی کی اجازت نہیں دیتا۔ امام جماعت احمدیہ خادم اسلام ہیں اور احکام اسلام کے پابند ہیں وہ ایسا حکم نہیں دے سکتے اسلئے یہ صورت پیدا نہیں ہوسکتی۔" اوگلوی نے کہا "لیکن اگر کبھی یہ صورت پیدا ہو جائے؟" میں نے کہا "فضول سوال دوہرانے سے معقول نہیں ہو جاتا۔ لیکن اگر آپ کو جواب سُننے پر اصرار ہے تو مجھے جواب دینے سے انکار نہیں۔ میں نے بیعت میں عہد کیا ہے کہ امام جماعت جس نیک کام کا حکم دینگے میں اُن کی اطاعت کروں گا۔ میں ضرور اس عہد کو نبھاؤں گا۔ کیا آپ اسی جواب کے منتظر تھے؟" اوگلوی نے کہا "جواب بہت دلچسپ ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اسے ہز ایکسی لینسی گورنر تک پہنچا دوں۔"

مَیں نے کہا "آپ فرض کی ادائیگی میں تاخیر کیوں کر رہے ہیں ٹیلیفون آپ کے سامنے پڑا ہے۔ اٹھائیے اور گورنر کو اس دلچسپ جواب سے مطلع کیجئے"۔ اس پر ڈپٹی کمشنر صاحب نے گفتگو کا رُخ بدلا اور کہا "اچھا آپ صاحبان کس کام کے لئے آئے ہیں؟" مَیں نے رسالے کا مسودہ پیش کیا اور کہا "اس کے چھپوانے اور شائع کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے"۔ انہوں نے مسودہ پڑھا۔ دو ایک مقام کی وضاحت چاہی اور کہا "مجھے تو اس میں کوئی بات قابلِ اعتراض نظر نہیں آتی" اور اجازت پر دستخط کر دیئے۔ مَیں نے کہا شکریہ۔ اور ہم کھڑے ہو گئے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بھی کھڑے ہوئے۔ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور کہا "چوہدری صاحب! مجھے آپ کی یہ بات بہت پسند ہے کہ جو دل میں ہوتا ہے آپ صاف کہہ دیتے ہیں"۔ ان کے ساتھ بعد میں کئی بار سابقہ پڑا ہمیشہ بہت شرافت سے پیش آتے رہے۔ ہمارے تعلقات بہت دوستانہ رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کا بہت احترام کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں وہ پنجاب کے ہوم سیکرٹری تھے۔ جب قادیان میں احرار کانفرنس کے سلسلہ میں گورنر پنجاب کے ساتھ الجھن پیدا ہوئی تو ہماری اتفاقیہ ملاقات ہوئی۔ خود اس معاملے کا ذکر چھیڑا اور بغیر کسی کا نام لئے کہا "بہت افسوس ہے اس معاملہ میں امام جماعت کی پوزیشن کا خیال نہ رکھا گیا"۔ مجھے ان کے اس فقرے سے کچھ حیرت بھی ہوئی کیونکہ گفتگو کے سیاق و سباق میں اس فقرے کا مطلب صرف یہی ہو سکتا تھا کہ اس معاملے میں گورنر نے غلط رویّہ اختیار کیا۔"

(تحدیثِ نعمت ص ۳۴۸ تا ص ۳۵۲)

اوبھگوان کرم کر اپنی دنیا پر

(محترم مولوی محمد صدّیق صاحب امرتسری از جزائر فجی)

عمر اپنی پردیس میں ساری بیت گئی
دل سے یکسر اِس سنسار کی پیت گئی
کٹ ہی گئے دن شوخ جوانی کے آخر
جی ہارا پر قسمت اپنی جیت گئی
یاس کبھی ٹکرائی جو عزمِ محکم سے
آس سُنا کر اِک سُندر سنگیت گئی
او بھگوان کرم کر اپنی دُنیا پر
دیکھ ذرا دھرتی پہ تری کیا بیت گئی
چھایا ہے ہر اُور پاپ کا اندھیارا
انسانوں کے دل سے پریت کی رِیت گئی
مکر، فریب اور جھوٹ کا چرچا ہے ہر سُو
سچّے بول کی رِیت ہی گویا بیت گئی
یادِ وطن کی پیاری دل میں مہماں تھی
چھیڑ کے البیلا یہ ملن کا گیت گئی
بیتے جُگ پر ہاتھ نہ مَل آگے کی سوچ
پڑتی نہیں صدیق قفس سے کیت گئی

مذہب، مذہبی نمائندے اور سیاست

(از قلم جناب شورش کاشمیری صاحب مدیر چٹان)

ہفت روزہ چٹان لاہور نے اپنے اداریہ ۶ر مارچ میں بہت سی پتے کی باتیں بیان کی ہیں۔ ہمارے احباب کا تقاضا ہے کہ اسے الفرقان میں محفوظ کر دیا جائے اسلئے پورا افتتاحیہ لفظ بہ لفظ نقل کیا جاتا ہے۔ جناب مودودی صاحب کے بارے میں شورش صاحب کے نظریہ کی وجوہ سب کو معلوم ہیں ان پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں بہرحال مقالہ بحیثیت مجموعی معلومات افزا ہے ——— (ایڈیٹر)

۲۹ر فروری کے اخبارات میں خبر چھپی ہے کہ سیالوی جمعیت العلمائے پاکستان صوبہ پنجاب نے اپنے ہنگامی اجلاس میں جس میں جماعت مذکور کے ایم این اے اور ایم پی اے بھی شامل تھے ایک قرارداد میں حضرت پیر خواجہ قمر الدین سیالوی کی غیر محتاط روش پر اظہار افسوس کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے فرائض جماعتی دستور کے مطابق ادا کریں، بصورت دیگر صدر کے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں۔

یہ بات تو پیر صاحب ہی جانتے ہیں کہ وہ اپنی جماعت کے مطالبہ کی کس شق پر عمل کرتے ہیں؟ جماعتی دستور کی پابندی کرتے ہیں؟ یا مستعفی ہوتے ہیں؟ بہر وجوہ پیر صاحب کا ہمارے دل میں احترام ہے۔ وہ ایک گدی نشین ہیں انہیں گدی نشین ہی رہنا چاہیئے تھا سیاست کے پھٹے میں ٹانگ اڑا کر ہماری ناچیز رائے میں پیر صاحب نے نہ تو سیاست کو فائدہ پہنچایا اور نہ اپنی ذات کو اور نہ اس جماعت کو جس کے وہ صدر ہیں۔

پیر صاحب فی الواقعہ سیاسی اینچ پینچ نہیں جانتے وہ انتہائی سادہ دل انسان ہیں، ممکن ہے ان کے پاس معرفت کے اسرار ہوں لیکن سیاست کے ابجد سے بھی ناواقف ہیں۔

ہمارا خیال ہے اس ملک کے بدبخت اعظم یحییٰ خاں نے اپنے گرگوں کی وساطت سے انہیں سیاست کے خارزار میں گھسیٹا تھا ورنہ پیر صاحب اور سیاست اجتماع ضدین تھے، کہاں پیر صاحب اور کہاں سیاست؟ سوءِ ادب نہ ہو تو ہم یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ پیر صاحب نے دوران انتخاب میدان سیاست کو اپنے قدوم مبارک سے عزت بخش کر نہ صرف ایک عظیم غلطی کا ارتکاب کیا بلکہ وہ حکومت کے ہاتھوں میں بالواسطہ استعمال ہوتے رہے۔ پنجاب کی حد تک یہ بات سو فیصد درست ہے، ان کا شمار مشائخ میں ہوتا ہے، وہ دنیاوی شخص نہیں ان کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے عظیم اسلاف کی روش پر چلتے رہیں۔ عمر کا آخری دور ہے نہ جانے کب چراغ حیات بجھ جائے۔ سیاست کی دنیا مریدوں کی دنیا نہیں اس قافلے میں پیرو کار اکثر و بیشتر سالار ہی کو الٹ دیتے ہیں اس نگری کے رسوم و آداب، طریقت کے رسوم و آداب سے قطعاً مختلف ہیں۔ پیر صاحب نے غلطی کی کہ اس خارزار میں داخل ہو گئے۔

بہرحال وہ لوٹ بھی سکتے ہیں، لوٹ ہی جائیں تو بہتر ہے

ان کی دعا و برکت سے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اور ان کے بھولپن سے جو نتائج نکلنے تھے وہ نکل چکے ان سے اکتسابِ فیض کرنے والے سرکاری گماشتے اب اپنے زخم چاٹ رہے ہیں۔ صدارت کا عہدہ انہیں کسی موزوں آدمی کے لئے خالی کر دینا چاہیئے۔

جہاں تک ان کی جماعت کے رفقاء کا تعلق ہے ان میں سے بعض سیاست کے فہم و عمل میں ڈھلے ہوئے ہیں اور صدارت کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔ ہم چونکہ سب ارکان سے کما حقہٗ واقف نہیں لیکن احمد شاہ نورانی کے تحمل اور ظہور الحسن بھوپالی کے تکلم سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیر صاحب کرسیٔ صدارت خالی کر دیں تو ان کا جاندار زاویہ نگاہ جماعت کے لئے مفید ہو سکتا ہے اور وہ ردِّ عمل بھی کم ہو سکتا ہے جو نئی نسلوں میں پیر صاحب یا بعض دوسرے علماء و مشائخ کی بدولت معکوس اثرات پیدا کرنے کا باعث ہوا ہے۔

ہمیں الیکشن کے دوران میں اسلئے سبّ و شتم سے نوازا گیا کہ ہم دین کا نام لیتے رہے اور ہمارا نقطۂ نگاہ یہ رہا کہ اس ملک کی اساس اشتراکیت نہیں اسلام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس کی بڑی قیمت ادا کی ہے لیکن یہ عرض کرنا بے جا نہیں کہ اسلام کو سب سے زیادہ مایوس علماء و مشائخ نے کیا ہے، بعض نے دین و سیاست کے اس معرکہ میں مداہنت کی بعض نے تجارت اور بعض نے اپنوں کے مقابلہ میں مزاحمت۔ کچھ لوگ حسد سے مرتے رہے اور کچھ تماشا یا تماشائی بنے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں اسلام کو اس طائفہ نے مجروح نہیں کیا بلکہ ذبح کیا ہے، گو یہ لفظ بڑا سخت ہے لیکن حقیقت یہی ہے۔

وہ لوگ جو سیاست میں دین کو قائم رکھنا چاہتے اور سیاست سے اس کی علیحدگی کو چنگیزی خیال کرتے تھے آج سب سے زیادہ کسی طبقے سے بیزار ہیں تو وہ مذہب کے ان نمائندوں کا طبقہ ہے۔ ہمارے قارئین معاف کریں ہم اگر یہ کہنا چاہیں کہ ہم ان تمام مذہبی بزرگوں کے خدوخال سے بخوبی آگاہ ہیں جو یحییٰ خاں کی سرکاری مشینری کے کل پُرزے تھے، اُن کے کشکول سے روپیہ لیتے رہے یا اُن کے اشاروں پر دوسرے ذرائع سے مالی منفعت پر لٹو ہو گئے تو غلط نہ ہوگا۔

ان کے باہمی حسد کا یہ حال تھا کہ توے پر سپند کی طرح جلتے تھے۔ ہم کسی کا نام اسلئے نہیں لینا چاہتے کہ ہم میں کسی سے لڑائی کا حوصلہ نہیں۔ ہم سیاستدانوں سے لڑ سکتے ہیں لیکن منبر و محراب اور سجادہ و عصا کے ان وارثوں سے نہیں لیکن ہم انہیں با ادب لیکن واشگاف الفاظ میں یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ تم نظامِ زر کے ستائے ہوئے اشتراکیوں کو واپس کیسے لا سکتے ہو؟ جبکہ تم نے دین سے عشق رکھنے والے نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کا ڈول ڈالا ہے۔ اب تمہارے گرد صرف ایک مخلوق رہ سکتی ہے وہ نسلیں نہیں جنہیں تم نے اخلاقِ محمدی کی تعلیم دینے کے بجائے اپنے اخلاق سے برگشتہ کر دیا ہے —— واقعہ یہ ہے ماننا یا نہ ماننا آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔

—— ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا ایمان ہے کہ یومِ حساب کھرے کھوٹے کی پہچان ہوگی سب تو نہیں بلاشبہ علماء و مشائخ میں اللہ والے بھی موجود ہیں لیکن ان کی بہت بڑی اکثریت جو سیاست کے روز بازار میں دادِ سخن وصول کرتی رہی ہے یا جس نے

ہر دور کی حکومت کے لئے جبینِ نیاز کے سجدے پیش کئے ہیں یا جس نے حق و باطل کے معرکوں میں غیر جانبداری اختیار کی ہے حشر میں سب سے زیادہ قابلِ مواخذہ ہوگی۔

انگریزوں کے عہد میں ان لوگوں نے کاسہ لیسی کی جملہ رسمیں ادا کیں۔ سرمائیکل اڈوائر کو ترکوں کے سقوط پر سپاسنامہ پیش کرنے والے یہی لوگ تھے؟ ہمارے پاس ان کے سپاسنامہ کی وہ نقل موجود ہے جس میں انہوں نے برطانیہ کی فتح و نصرت کو رضائے الٰہی اور تائیدِ ایزدی قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ ترکوں نے فساد فی الارض کے جرم کا ارتکاب کیا اور انگریزوں نے اس فساد فی الارض کی مدافعت و مزاحمت کر کے احکامِ الٰہی کی متابعت کی ہے!

اگر یہ لوگ اسلام کے نمائندے ہیں تو نئی پود جو نئی تعلیم کی تباہ کردہ ہے کسی لحظہ بھی اسلام سے اپنی شیفتگی قائم نہیں رکھ سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی تعلیم کے اس ماحول اور مارکسزم کے اس دور میں جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے علامہ اقبال اور ان کے بعد مولانا ابو الاعلیٰ مودودی یا پھر ان کے علاوہ دو ایک مزید شخصیتیں ایسی ہیں جن کی بدولت نئی نسلوں میں اسلام کے لئے عصبیت رہ گئی ہے ہمارے علماء و مشائخ کی ننانوے فی صد جماعت نے اسلام کے لئے مصیبت برپا کر دی ہے۔ ہم ان علماء کے بارے میں کیسے مؤدب ہو سکتے ہیں جو ملک غلام محمد جیسے اپاہج گورنر جنرل سے گالی کھاتے رہے اور ان مشائخ کے متعلق کیونکر عقیدت کی رسّی اپنے گلے میں ڈال سکتے ہیں جنہیں جلوؤں میں صدارت کی توثیق کا جلوہ نظر آتا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان علماء و مشائخ میں اسلام کے لئے کوئی ولولہ نہیں۔ یہ صرف زبان سے محبت کرتے اور اسلام سے فوائد حاصل کرتے ہیں ہم نے آج تک ان میں سے کسی کو اوامر کے لئے جہاد کرتے اور نواہی کے خلاف لڑتے نہیں دیکھا ہے انہوں نے اسلام کے لئے کبھی نفسِ امارہ کی قربانی نہیں کی۔ ان کے مقابلہ میں اشتراکی نوجوانوں کو لیجئے وہ دُھن کے پکے اور مصائب سے آنکھیں چار کرنے والے لوگ ہیں ؎

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

چالیس برس کی سیاسی عمر میں ہم نے یہی دیکھا ہے کہ اسلام پر آفت آئی، حضورؐ کی عزت کا سوال پیدا ہوا، تحریکِ آزادی کا زمانہ آیا، پاکستان بننے لگا تو علماء و مشائخ خانہ نشین رہے یا زبان سے طوطے اڑاتے پھرے۔ انکے برعکس ان مہموں میں مرنے والے کون تھے؟ بے ریش و بروت عشق لا الٰہ کے وارث۔

بہتر ہے کہ مذہب کے نام پر سیاست میں مداخلت ترک کر دی جائے اور مذہبی نمائندے اپنے حجروں یا خانقاہوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کریں۔ اللہ کا کام اللہ کے بندوں کو سونپ دیں اپنے متعلق تو انہیں گمان ہے کہ وہ بندوں سے ماوراء مخلوق ہیں؟

(چٹان ۶ر مارچ ۱۹۷۲ء)

حاصلِ مطالعہ

الآراء والافکار

(از محترم جناب مولوی دوست محمّد صاحب شاھد)

عالمگیر پاکستان کا تخیّل

مزکّیٔ اعظم حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا (بخاری کتاب الصلوٰۃ) تمام رُوئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی ہے۔ اِس لطیف حدیث میں یہ پیشگوئی بھی مضمر ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے جبکہ ہر ملک اور ہر خطّہ بلکہ زمین کے چپّے چپّے پر آنحضرتؐ کے ایسے عُشّاق پیدا ہو جائینگے جو خدا کی حمد و تقدیس کریں گے اور قرآنی پیشگوئی اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا کے مطابق زمین اپنے ربّ کے نور سے جگمگا اُٹھے گی۔

یہ ہے عالمگیر پاکستان کا شاندار تخیّل جس کو نقشۂ عالم میں جگہ دینا فرزندانِ احمدیت کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔

مہدیٔ موعودؑ کی ایک قیمتی نصیحت

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے مخلص خادم حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراسی کو ایک نصیحت فرمائی کہ:-

"آج کل اکثر لوگ استخارہ سے لاپرواہ ہیں حالانکہ وہ ایسا ہی سکھایا گیا ہے جیسا کہ نماز سکھائی گئی ہے۔ سو اِس عاجز کا طریق ہے کہ اگرچہ دس کوس کا سفر ہو تب بھی استخارہ کیا جائے۔ سفروں میں ہزار دوں بلاؤں کا احتمال ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ استخارہ کے بعد متولّی اور متکفّل ہو جاتا ہے اور اس کے فرشتے اس کے نگہبان رہتے ہیں جب تک کہ اپنی منزل تک نہ پہنچے۔ اگرچہ یہ تمام دعا عربی میں موجود ہے لیکن اگر یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں کافی ہے اور سفر کا نام لے لینا چاہیئے کہ فلاں جگہ کے لئے سفر ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۶ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ دسمبر ۱۹۱۸ء)

چینی زبان میں

محمد عبداللہ صاحب منہاس کے کتابچہ "پیامِ امن"

سے معلوم ہوا کہ چینی زبان میں قرآن کو "کونان جِنگ" آیت کو "جیان" رکوع کو "پیچے"۔ اسلام کو "ہوئے جاؤ" مسلمان کو "ہوئے چیئے"۔ رسول اللہ کو "یوئی کی زرائے تھاآن" خدا کو "تشنان"۔ فرشتہ کو "ہوسو" اور محمدؐ کو "خومو" کہتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا چینی ترجمہ یہ ہے "دون بین خوذ جین سو لو وہاسائی جین یوئی بین چی"

(صفحہ ۵۱-۵۲)

حضرت مصلح موعودؓ کی پُرشوکت پیشگوئی

حضرت مصلح موعودؓ نے سنہ ۱۹۱۶ء میں پیشگوئی فرمائی کہ:-

"تم یہ دیکھو گے کہ جس کلمہ، جس دین اور جس آواز پر تم لوگوں کو بُلاتے ہو اسی آواز پر بے شمار لوگ بُلانے والے ہوں گے اور ہر شہر اور ہر بستی سے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ کی آواز آتی ہوگی۔ تمام دُنیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دی جائیں گی بلکہ آپؐ پر درُود بھیجا جائیگا خدا کو بُرا بھلا کہنے والے نہیں ہوں گے بلکہ اُس کی محبت میں چُور اور اس سے تعلق پر مسرور نظر آئیں گے۔"

(خطباتِ محمود جلد ا صفحہ ۲۱ مرتبہ جناب صاحبزادہ غلام احمد صاحب ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

ایک نہایت پُرلطف واقعہ

حضرت مصلح موعودؓ کی زبان مبارک سے ایک پُرلطف واقعہ پڑھیئے اور محظوظ ہوئیے:-

"پنجاب کے ایک مشہور طبیب تھے۔ ... ایک دفعہ اُن کے پاس مولوی فضل دین صاحب مرحوم بھیروی ... گئے اور انہیں کچھ تبلیغ کی وہ باتیں سُن کر کہنے لگے میاں تم مجھے کیا تبلیغ کرتے ہو۔ تم بھلا جانتے ہی کیا ہو اور مجھے تم نے کیا سمجھانا ہے۔ مرزا صاحب کے متعلق تو جو مجھے عقیدت ہے اس کا دسواں حصہ بلکہ بیسواں حصہ بھی تمہیں ان سے عقیدت نہیں ہوگی۔ مولوی فضل دین صاحب مرحوم یہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ شاید یہ دل میں احمدی ہیں اسلئے انہوں نے کہا اس بات کو سُن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو حضرت مرزا صاحب سے عقیدت ہے اور مَیں خوش ہوں گا اگر آپ کے خیالات سلسلہ کے متعلق کچھ اَور بھی سنوں۔ وہ کہنے لگے آجکل کے جاہل نوجوان بات کی تہہ تک نہیں پہنچتے اور یونہی تبلیغ کرنے کے لئے دَوڑ پڑتے ہیں۔ اب تم آگئے ہو مجھے وفات مسیح کا مسئلہ سمجھانے حالانکہ تمہیں معلوم کیا ہے کہ مرزا صاحب کی اس مسئلہ کے

پیش کرنے میں کیا حکمت ہے؟ وہ کہنے لگے آپ ہی فرمائیے۔ انہوں نے کہا سنو! اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کتاب لکھی۔ تیرہ سو سال میں بھلا کوئی مسلمان کا بچہ تھا جس نے ایسی کتاب لکھی ہو۔ مرزا صاحب نے اس میں ایسے ایسے علوم بھر دیئے کہ کسی مسلمان کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ اسلام کے لئے ایک دیوار تھی جس نے اسے دوسرے مذاہب کے حملوں سے بچایا لیکن مولوی...... ایسے احمق اور بے وقوف نکلے کہ بجائے اس کے کہ وہ آپ کا شکریہ ادا کرتے اور زانوئے ادب تہہ کرکے آپ سے کہتے کہ ہم آئندہ آپ کے بتائے ہوئے دلائل ہی استعمال کیا کریں گے ان نالائقوں نے الٹا آپ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور اسلام کی اتنی عظیم الشان خدمت دیکھنے کے باوجود جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں اور کسی نے نہ کی۔ آپ کے خلاف کفر کے فتوے دینے لگے اور اپنی عظمت جتانے لگ گئے اور سمجھنے لگے کہ ہم بڑے آدمی ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کو غصہ آنا چاہیئے تھا اور آیا۔ چنانچہ انہوں نے مولویوں سے کہا اچھا تم بڑے عالم بنے پھرتے ہو اگر تمہیں اپنی علمیت پر ایسا ہی گھمنڈ ہے تو دیکھو کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ قرآن سے اتنا ثابت ہے اتنا ثابت ہے کہ اس کے خلاف حضرت مسیح کی وفات ثابت کرنی ناممکن نظر آتی ہے۔ لیکن میں قرآن سے ہی حضرت مسیح کی وفات ثابت کرکے دکھاتا ہوں۔ اگر تم میں ہمت ہے تو اس کا رد تو کرو۔ چنانچہ انہوں نے مولویوں کو ان کی بیوقوفی جتانے کے لئے وفات مسیح کا مسئلہ پیش کر دیا اور قرآن سے اس کے متعلق ثبوت دینے لگ گئے۔

اب مولوی چاہے سارا زور لگا لیں چاہے ان کی زبانیں گھس جائیں اور قلمیں ٹوٹ جائیں سارے ہندوستان کے مولوی مل کر بھی مرزا صاحب کے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مرزا صاحب نے انہیں ایسا پکڑا ہے ایسا پکڑا ہے کہ انہیں سر اٹھانے کی تاب نہیں رہی۔ اب اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ سارے مولوی مل کر ایک وفد کی صورت میں مرزا صاحب کے پاس چلے جائیں اور کہیں کہ ہم سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگانے میں بے ادبی ہو گئی ہے ہمیں معاف کیا جائے۔ پھر دیکھ لیں مرزا صاحب قرآن سے حیاتِ مسیح ثابت کرکے دکھاتے ہیں یا نہیں۔" (اعمال صالحہ صـ۳-۴)

مُسلم کی وسیع دستوری تعریف

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی کتاب "عبقات" علم تصوّف وکلام کا خزینہ ہے۔ لجنہ علمیہ حیدرآباد دکن نے کچھ عرصہ ہوا اس کتاب کا ترجمہ شائع کیا تھا جو ہندوستان کے مشہور وممتاز عالم مناظر احسن گیلانی کے قلم کا رہین منت ہے۔ ذیل کا اقتباس جو مسلم کی دستوری تعریف پر روشنی ڈالتا ہے اسی ترجمہ کے صفحہ ۳۶۴ - ۳۶۵ سے لیا گیا ہے۔ لکھا ہے :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ مَن قَالَ لا الٰہ اِلّا اللّٰہ عصم منّی دمہٗ ومالہٗ۔ جس نے لا الٰہ کہہ دیا محفوظ ہو گیا اس کا خون اور اس کا مال مجھ سے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اسلام میں جو داخل ہو گیا وہ ان حقوق کو حاصل کر لیتا ہے جن کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے اب خواہ اسلام میں اس کا دخول الفاظ کے ذریعہ سے ہوا یعنی کلمہ لا الٰہ اِلّا اللّٰہ کا تلفظ کر کے دائرۂ اسلام میں وہ داخل ہوا یا بجائے اس کلمہ کے اس نے اسلمتُ (میں مسلمان ہو گیا) کے مقصد کو ادا کیا ہو یا اشارہ سے اسی کو سمجھایا ہو یا ایسے افعال جو مسلمان ہونے پر دلالت کرتے ہیں ان پر عمل پیرا ہو۔ مثلاً مسلمانوں کے تہواروں کو منایا جائے یا مسلمانوں کے خصوصی شعار کو اس طور پر اختیار کیا جائے کہ اسلام کے منافی باتیں اس سے سرزد نہ ہوں تو یہ ساری صورتیں مَن قال لا الٰہ اِلّا اللّٰہ ہی کی تعمیل کی شکلیں قرار پائیں گی "

بے مقصد ترین تحریک

سید محمود آزاد کی تصنیف "تاریخ کشمیر" (جو ادارہ معارف کشمیر ہاڑی گہل تحصیل باغ آزاد کشمیر کی طرف سے پہلی بار اپریل ۱۹۶۱ء میں شائع کی گئی) کا ایک مختصر اقتباس :-

" احرار جس طرف کو اٹھتے تھے آندھی کی طرح اُٹھتے تھے اور طوفان کی طرح چھا جاتے تھے مگر اس جماعت کی تحریک کشمیر پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس تحریک سے زیادہ بے مقصد، بے نتیجہ اور بے تکی تحریک شاید ہی کسی جماعت نے چلائی ہو۔ دُنیا میں ہزاروں تحریکیں بے نتیجہ ثابت ہوتی ہیں مگر مقصد سے خالی کبھی بھی کوئی تحریک نہیں رہی۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ دنیا کی بے مقصد ترین تحریک ہے، ایسی بے مقصد کہ اس کا جواز مجلس احرار کے بڑے بڑے مفکّر کے پاس بھی نہیں " (صفحہ ۶۴۶)

"مردِ مومن"

اخبار انقلاب ۵ ار جنوری ۱۹۴۷ء صفحہ ۱ سے ایک خبر بلا تبصرہ :-

"گاندھی جی مردِ مومن ہے"

ممتاز دولتانہ کی تقریر

آج اسمبلی میں گاندھی جی کے برت پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے میاں ممتاز دولتانہ نے کہا۔ ہمارا فرض ہے کہ انتہائی ہمدردی اور عقیدت سے گاندھی جی کے برت کی قدر کریں۔ مقامِ مسرت ہے کہ ہندوستان میں ایک ایسا مردِ مومن موجود ہے جو مسلمانوں کی زندگی بچانے کے لئے اپنی جان تک دینے پر آمادہ ہے۔ خدا کرے کہ اُن کی عظمت کا جو احساس میرے دل میں ہے وہی ہندوستان کے ہندوؤں کے دل میں بھی قائم ہو جائے۔"

اسلامی نظامِ حکومت کے احیاء کے لئے یحییٰ خاں پر نظر

جناب میاں طفیل محمد صاحب امیر جماعت اسلامی مغربی پاکستان کی تقریر لاہور کے اجلاسِ عام میں :-

"مجھے قوی امید ہے کہ اسلامی نظامِ حکومت کا جو سلسلہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے منقطع ہوا تھا اس کی بحالی کا آغاز انشاء اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عاشقوں میں سے ایک شخص کے ہاتھوں پاکستان کی سرزمین سے ہوگا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ یحییٰ صاحب کو عزم و ہمت اور اس اخلاص کے ساتھ پاکستان میں اسلامی جمہوری نظام بحال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کا انہوں نے بار بار اپنی تقریر میں ذکر فرمایا ہے۔"

(ایشیا ۱۴ر دسمبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۸)

"مجاہدِ اعظم"

نوائے وقت کے نمائندہ خصوصی کی رپورٹ کے مطابق مسٹر حنیف راجہ سابق جوائنٹ سیکرٹری کراچی زونل مسلم لیگ نے ۱۹۶۸ء میں کہا :-

"خلفاء راشدین کے سنہرے دور کے بعد جس طرح اسلامی دُنیا میں وقتاً فوقتاً اسلام کی حفاظت کے لئے مجدد اور اولیاء کرام اور مسلمانوں کی مدد کیلئے مجاہدین میدانِ عمل میں آتے رہے اسی طرح انتہائی مایوسی، بے چینی، جبر و استبداد، تشدد، اقربا پروری، مفاد پرستی، رشوت ستانی اور زبان بندی کے اس دَور میں پاکستان کی مایوس اور پریشان حال

قوم کے لئے ایئر مارشل اصغر خان کا اس
دلیری اور بے باکی سے ملکی سیاست میں
حصہ لینے کا عزم ایک مجاہد ہی کا ہو سکتا
ہے .... اسلئے ایئر مارشل کو مجاہد اعظم کہا
جائے تو بے جا نہ ہوگا۔"
(نوائے وقت لاہور ۲ر دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۲)

"فاتح اسلام"

تقسیم برصغیر سے تین برس قبل کا ذکر ہے کہ اخبار اہلحدیث امرتسر کے ایک نامہ نگار نے مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کو "فاتح اسلام" کا خطاب دیا۔ اس پر الفقیہ ۲۱-۲۸ جولائی ۱۹۴۴ء نے لکھا کہ اس کے معنی ہیں اسلام کو فتح کرنے والا۔ پھر لکھا جو اسلام کو فتح کرنے کا مدعی ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اخبار اہلحدیث (۱۱ر اگست ۱۹۴۴ء) نے اس کا یہ عجیب اور مہمل جواب دیکر جان چھڑائی کہ:-

"کافیہ میں صاف لکھا ہے کہ مضاف
مضاف الیہ کی جنس سے ہو تو اضافت
مِن کے معنی دیتی ہے جیسے خاتمُ
فضّۃٍ یعنی انگوٹھی چاندی سے بنی ہوئی
ہے۔ فاتح اسلام کی اضافت اسی کے
مانند ہے۔" (ص۵)

ع
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

ترجمۂ قرآن کے جرم میں ہنگامۂ قتل

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سوانح نگار مولانا حافظ محمد رحیم بخش دہلوی نے اپنی کتاب "حیات ولی" میں اس مشہور واقعہ کا مفصل ذکر کیا ہے کہ کس طرح کٹ ملاؤں نے ترجمۂ قرآن کے جرم میں حضرت شاہ صاحبؒ کے قتل کی سازش کی۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت شاہ صاحب نے ان سے پوچھا کہ میں نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے کہ میرے قتل پر آمادہ ہوئے تو انہوں نے جواب دیا کہ:-

"تُو نے قرآن کا ترجمہ کر کے بالکل
عوام الناس کی نگاہوں میں ہماری
وقعت کو کھو دیا۔ دن بدن ہماری
روزی میں خلل پڑتا جاتا ہے اور
ہمارے معتقد کم ہوتے جاتے
ہیں۔ یہ بہت بڑا صدمہ تُو نے
نہ صرف ہمیں پہنچایا بلکہ ہماری
آئندہ نسلوں کو پہنچایا۔ ہماری اولاد
کی آئندہ زمانہ میں اتنی بھی وقعت
نہ رہے گی جتنی اب ہماری ہے۔"
اس پر حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا
کہ "خدا کی نعمت تم خاص کرنا چاہتے
تھے میں نے عام کر دی۔"

(صفحہ ۲۲۰-۲۲۱ حاشیہ ناشر
المکتبۃ السلفیہ شیش محل - لاہور)

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے چند دعاوی

ممتاز علوی بزرگ حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانی کے صوفیانہ کلام سے چند اشعار کا انتخاب :-

ع عرش است مقام ما د فرش کجا گنجیم
ما زندۂ جاویدیم در گور کجا باشیم
(دیوان صفحہ ۲۵ مطبوعہ ۱۳۴۱ شمسی ایرانی)

ع ما بندۂ مطلق خدائیم
فرزند یقیں مصطفائیم
در مجمع انبیاء حریفیم
سر حلقہ جملہ انبیائیم
واللہ بخدا کہ ما خدائیم
(صفحہ ۲۸۲)

ع ما انا الحق از وجود حق مطلق میزنیم
از وجود حق مطلق ما انا الحق میزنیم
(صفحہ ۳۸۶)

اگر آنحضرتؐ پاکستان میں تشریف لے آئیں

مشرق وسطی کے مایہ ناز ادیب عباس محمود العقاد کے ایک مقالہ کا عنوان ہے "لو عاد محمد علیہ السلام" (اگر محمد علیہ السلام واپس آ جائیں) یہ مقالہ پڑھ کر عالم تصور میں سوچنے لگا کہ اگر میرے آقا محمد عربی شاہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاکستان میں تشریف لے آئیں اور ہم پاکستانی حضورؐ کی خدمت اقدس میں نہایت شرمساری کے ساتھ یہ عرض کریں کہ حضورؐ اپنے ان ناچیز غلاموں کو اپنے روح پرور خطاب سے نوازیں تو حضورؐ کیا ارشاد فرمائیں گے ؟

ابھی چند لمحات اس غور و فکر میں گزرے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل مبارک کلمات آنکھوں کے سامنے پھر گئے :-

"لا تحاسدوا ولا تناجشوا
ولا تباغضوا ولا تدابروا
ولا يبع بعضكم على بيع
بعض وكونوا عباد الله اخوانا
المسلم اخو المسلم لا يظلمهٗ
ولا يحقرهٗ ولا يخذلهٗ ...
كُلّ المسلمِ على المسلمِ حرامٌ
دمهٗ وماله وعرضهٗ"

(مسلم کتاب البر والصلة)

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو نہ کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے بھاؤ بڑھاؤ نہ بغض رکھو نہ بے تعلقی کا رویہ اختیار کرو نہ ایک دوسرے کے سودے پر سودا کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا، اس کی تحقیر نہیں کرتا، اس کو رسوا نہیں کرتا۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان کے لئے واجب الاحترام ہے +

حمد الله تعالیٰ

(للاستاذ محمد عثمان الصدیقی ایم۔اے۔ ربوہ)

لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثَنَاءُ ... مِنْهُ عَلَيْنَا فَضْلُهُ وَعَطَاءُ
خَلَقَ الْعَوَالِمَ كُلَّهَا بِنِظَامٍ ... وَلِنُوْرِهٖ فِي الْعَالَمِيْنَ ضِيَاءُ
فِيْ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ عَجِيْبِ جَمَالِهٖ ... أَنّٰى نَرَاهُ بَهْجَةً وَرُوَاءُ
فِيْ خَلْقِهٖ أَلْقَدْرُ جَارٍ بِإِذْنِهٖ ... وَبِأَمْرِهٖ فِي الْكُلِّ مِنْهُ قَضَاءُ
مِنْ عِنْدِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَقًّا ... فِيْ كُلِّ عَمَلٍ قَدْ عَمِلْنَا جَزَاءُ
اَلْخَلْقَ طُرًّا قَدْ اَحَاطَ بِعِلْمٍ ... وَلَهٗ عَلَيْهِمْ عِزَّةٌ فَعَسَاءُ
وَجَبَتْ لَهٗ اَزَلِيَّةٌ بِدَوَامٍ ... وَلَهٗ إِلٰى أَبَدٍ لَحَقٌّ بَقَاءُ
مِنْ تَحْتِنَا اَرْضًا مُدَوَّرَةً دَحٰى ... وَبِصُنْعِهٖ رُفِعَتْ عَلَيْنَا سَمَاءُ
أَجْرٰى لِسَمَكٍ فِي الْبُحُوْرِ مِيَاهًا ... لِلطَّيْرِ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ هَوَاءُ
مِنْ حُكْمِهٖ فَجْرٌ فَثَمَّ نَهَارٌ ... وَبِحُكْمِهٖ بَعْدَ الزَّوَالِ مَسَاءُ
وَبِإِذْنِهٖ فَرَبِيْعُنَا وَخَرِيْفٌ ... وَبِإِذْنِهٖ صَيْفٌ وَثُمَّ شِتَاءُ
فِي النَّيِّرَيْنِ وَفِي النُّجُوْمِ جَمِيْعًا ... مِنْ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهِ الْاَضْوَاءُ
فِيْ عِزَّةٍ وَكَرَامَةٍ وَّجَمَالٍ ... فَلَهٗ وَلَيْسَ لِمَنْ سِوَاهُ عَلَاءُ
هُوَ أَلْطَفُ مِنْ كُلِّ أَلْطَفَ حَتّٰى ... عَنْ عِلْمِ مَا هُوَ أُعْجِزَتْ آرَاءُ
لِلدَّفْعِ عَنَّا كُلَّ مَرَضٍ مَسَّنَا ... مِنْ عِنْدِهٖ طِبٌّ وَّمِنْهُ شِفَاءُ
مِنْهُ لِلْاَسْقَامِ الْجُسُوْمِ دَوَاءُ ... وَبِفَضْلِهٖ عَنْ ضُرِّهَا إِبْرَاءُ
لِلْعَاشِقِيْنَ هُوَ الْحَبِيْبُ حَقِيْقًا ... وَلَهُمْ مَحَبَّةُ حِبِّهِمْ لَغِذَاءُ
لِوِصَالِهٖ فِيْ قَلْبِهِمْ غَلَيَانٌ ... وَلِعِشْقِهٖ فِيْ رُوْحِهِمْ غَوْغَاءُ
فَكَاَنَّمَا فِيْ رُوْحِهِمْ مِنْ حُبِّ ... مَا لَيْسَ يُمْكِنُ اَنْ يُعَالَجَ دَاءُ
إِلَّا بِمَاءِ وِصَالِهٖ وَلِقَاءِهٖ ... يَا حَبَّذَا هُوَ مِنْ وِّصَالٍ مَاءُ

واقعۂ صلیب کی حقیقت

(از جناب مولوی عبدالکریم صاحب شرما سابق مبلغ مشرقی افریقہ)

(۳)

پلاطوس کی تدبیر

پلاطوس نے صلیب کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا جو فسح کی تیاری کا دن تھا اور یہودیوں کو عید کی تیاری کی وجہ سے مصروفیت تھی۔ سردار کاہن اور فریسی زیادہ دیر وہاں ٹھہر کر نگرانی نہیں کر سکتے تھے۔ پھر اس نے مقدمہ کو چھٹے گھنٹہ تک لمبا کر دیا (یوحنا 19/14) وہ جانتا تھا کہ یہودی شریعت کی رُو سے کوئی مجرم غروب آفتاب کے وقت صلیب پر لٹکا نہیں رہ سکتا اس لئے اس نے دن کے آخری حصہ میں مسیح کو صلیب دینے کا حکم دیا تاکہ قلیل سے قلیل عرصہ آپ صلیب پر رہیں اور اس طرح آپ ہلاکت سے محفوظ رہیں۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا نے پلاطوس کے اس فعل پر تعجب کیا ہے اور لکھا ہے:۔

"سب سے بڑی مشکل جو یہودی قانونِ تعزیر کے سلسلہ میں ہمارے سامنے پیش آتی ہے وہ اس وقت اور دن کی تعیین سے تعلق رکھتی ہے جس میں یسوع کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ انجیل کی رُو سے یسوع جمعہ کے دن سبت کی شام کو مرا۔ حالانکہ یہودی قانون کے مطابق اس دن کوئی شخص صلیب پر لٹکایا نہیں جا سکتا تھا۔ کیونکہ سبت کے قرب کی وجہ سے بعد دوپہر مجرموں کو کافی دیر تک صلیب پر لٹکائے رکھنا قریباً ناممکن تھا۔" (جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد ۴ زیر لفظ صلیب)

ظاہر ہے کہ یہودی اس کارروائی سے مطمئن نہیں تھے وہ جانتے تھے کہ وقت اتنا کم رہ گیا ہے کہ مسیح اس عرصہ میں نہیں مرے گا اسلئے "انہوں نے پلاطوس سے درخواست کی کہ ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں اور لاشیں اُتار لی جائیں تاکہ سبت کے دن صلیب پر نہ رہیں۔" (یوحنا 19/31) لیکن ان کی خواہش پوری نہ کی گئی۔ لکھا ہے کہ "سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑ دیں جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں" (یوحنا 19/31)

مسیح سے یہ ترجیحی سلوک صوبہ دار کی ذ...

تھا جس کو پیلاطوس نے نگرانی کے لئے مقرر کیا تھا۔ یہ صوبہ دار وہی تھا جس کے نوکر کو مسیح نے اچھا کیا تھا۔ (متی ۸/۵-۱۰) اسلئے وہ مسیح سے عقیدت رکھتا تھا اس نے اپنی عقیدت کا اس موقعہ پر بھی اظہار کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "یہ ماجرا دیکھ کر صوبہ دار نے خدا کی تمجید کی اور کہا بے شک یہ آدمی راستباز تھا۔" (لوقا ۲۳/۴۷)

انجیل کے رُو سے طبعی عناصر نے بھی اس موقعہ پر مدد کی "تمام ملک میں اندھیرا چھا گیا" (مرقس ۱۵/۳۳) "مقدس کا پردہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں" (متی ۲۷/۵۱) یہ تمام ماجرا دیکھ کر یہودی ڈر گئے اور انہیں اپنے گھروں کی فکر دامنگیر ہوئی۔ اس ہولناک نظارہ سے سپاہی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ لکھا ہے:

"صوبیدار اور جو اس کے ساتھی
یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال
اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈر کر
کہنے لگے کہ بے شک یہ خدا کا بیٹا تھا۔"
(متی ۲۷/۵۴)

اس طرح ان کے دلوں میں یسوع کی عظمت قائم ہو گئی۔ اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ وہ یسوع کے بچانے کی تدابیر میں مدد دینے لگتے۔ چنانچہ یہودیوں کو جو خوف زدہ ہو کر پہلے ہی فکر مند تھے۔ انہوں نے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ مسیح مر گیا ہے اسلئے اس کی ہڈیاں توڑنے کی ضرورت نہیں۔

خون بہہ نکلا

مسیح کی موت کے متعلق انجیل نے کسی دانا طبیب کی گواہی پیش نہیں کی کہ جس نے تحقیق سے دیکھ کر کہا ہو کہ مسیح مر گیا تھا۔ صوبے دار اور سپاہی ہمدرد تھے اور وہ مسیح کو بچانا چاہتے تھے اسلئے اُن کا بیان قابلِ سند نہیں۔ جو تھوڑے سے لوگ وہاں موجود تھے ان کو سپاہیوں نے دُور ہٹا رکھا تھا (لوقا ۲۳/۴۹ و زبور ۳۸/۱۱) پھر ہر سُو اندھیرا چھایا ہُوا تھا (متی ۲۷/۴۵) اسلئے ان کو غلطی لگنا ممکن تھا۔ دُنیا میں بارہا ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ سکتہ اور غشی کی حالت کو لوگوں نے موت سمجھ لیا۔

پولوس کو ایسا ہی ایک حادثہ پیش آیا تھا لکھا ہے کہ "بعض یہودی انطاکیہ اور اکونیم سے آئے اور لوگوں کو اپنی طرف کر کے پولوس کو سنگسار کیا اور اس کو مُردہ سمجھ کر شہر کے باہر گھسیٹ لے گئے مگر جب شاگرد اس کے گرد اگرد آ کھڑے ہوئے تو وہ اُٹھ کر شہر میں آیا اور دوسرے دن برنباس کے ساتھ دربے کو چلا گیا۔" (اعمال ۱۴/۱۹-۲۰)

یوحنا کی انجیل میں مسیح کی زندگی کی ایک واضح شہادت ملتی ہے لکھا ہے کہ:۔

"ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے
سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس
سے خون اور پانی بہہ نکلا جس نے یہ دیکھا

ہے اس نے گواہی دی ہے اور اس کی
گواہی سچ ہے تاکہ تم ایمان لاؤ۔"
(یوحنا ۱۹/۳۴-۳۵)

سیّال خون کا بہہ نکلنا زندگی کی علامت ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کے دل کا عمل ابھی موقوف نہیں ہوا تھا اور دورانِ خون جاری تھا۔ کیونکہ مُردہ کے جسم سے کاٹنے پر "فی الفور" خون نہیں نکلا کرتا۔

جرمن سائنسدانوں کی تحقیق

حال ہی میں مسیح کے کفن پر جرمن سائنسدانوں کی تحقیق اسی نظریہ کو ثابت کرتی ہے!

انجیل کے بیان کے مطابق یوسف ارمتیا اور نکودیمس نے مسیح کو ایک سُوتی کپڑے میں لپیٹ کر قبر میں رکھا تھا (یوحنا ۱۹/۴۰) یہ چادر اٹلی کے شہر ٹورین (Turin) کے ایک گرجا میں اب تک محفوظ ہے۔ رومن کیتھولک فرقہ کے لوگ اسے مسیح کی نہایت متبرک یادگار سمجھتے ہیں۔ ہر ۳۳ سال کے بعد اس کپڑے کو کھول کر اس کی زیارت کروائی جاتی ہے۔

اس کپڑے پر مسیح کے جسم کے نشان مرتسم ہیں۔ انجیل سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح کے جسم پر مُر اور ایلوا کی خوشبوئیں ملی گئی تھیں (یوحنا ۱۹/۳۹-۴۰) جسم کی گرمی اور ان دواؤں کے عمل نے اس چادر پر جسم کے نشانات منقش کر دیئے تھے۔

اب فوٹوگرافی کی مدد سے جب ان نقوش کی تصویر اتاری گئی تو اس سے ایک ایسی تصویر اُجاگر ہوئی جو بعینہٖ وہی تصویر تھی جو دو ہزار سال سے چرچ آرٹ مسیح کی شبیہہ بیان کرتا آیا ہے۔ پوپ Paul ششم نے اس چادر پر آنے والی منفی تصویر کے متعلق کہا ہے کہ اس کے بنانے میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہو سکتا کیونکہ منفی تصویر کا تصوّر کیمرہ کی ایجاد کے بعد پیدا ہوا ہے اور کفن کی چادر کیمرہ کی ایجاد سے پہلے بھی موجود تھی۔ جرمن سائنسدانوں نے اپنی تحقیق سے پوپ کو مطلع کر دیا ہے مگر پوپ اب تک خاموش ہے۔ کیونکہ اس تحقیق کے نتیجہ میں کیتھولک چرچ کی مذہبی تاریخ کا وہ اہم راز منکشف ہو گیا ہے جس کی وجہ سے انکے بنیادی عقائد کی اساس رگر جاتی ہے۔

مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح نے صلیب پر جان دی مگر سائنسدان مُصر ہیں کہ اُن کے دل نے عمل کرنا بند نہیں کیا تھا۔ ایک گھنٹہ مسیح کے صلیب پر بے جان لٹکے رہنے سے خون کو خشک ہو کر ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ اس صورت میں خون ہرگز کپڑے پر نہ آتا۔ لیکن کپڑے کا خون کو جذب کرنا بتاتا ہے کہ مسیح صلیب سے اتارے جانے کے وقت زندہ تھے۔ تصویر یہ بھی بتاتی ہے کہ کیل ہتھیلی میں نہیں بلکہ کلائی کے مضبوط جوڑوں میں لگائے گئے تھے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بھالے نے مسیح کے دل کو ہرگز نہ چھوا تھا۔

اس تحقیق کے بعد پوپ پر ہر طرف سے دباؤ

پڑ رہا ہے کہ وہ اِس بارہ میں واضح بیان دیں لیکن پوپ خاموش ہیں۔ حال ہی میں اِس تحقیق کا ذکر کئے بغیر انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے عقیدہ کی بنیاد مسیح کے خون بہانے پر ہے صلیب پر جان دینے کا ذکر انہوں نے نہیں کیا۔ اس پر چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مسیح کے زندہ بچ جانے کے متعلق اتنے شواہد سامنے آ چکے ہیں کہ چرچ کو جلد یا بدیر اپنے عقیدہ پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہوگی۔ پوپ کا بیان غالباً اسی کا پیش خیمہ ہے۔

جرمن سائنسدانوں کی اِس تحقیق پر یورپ میں بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ حال ہی میں John Reban نے اس تحقیق کے متعلق ایک کتاب Inquest on Jesus Christ لکھی ہے۔ قارئین کو اِس تحقیق کے متعلق تفصیلات معلوم کرنے کے لئے اس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔

تین گھنٹہ کی مدّت کافی نہیں

حضرت مسیحؑ صلیب پر بہت تھوڑا وقت رہے دوپہر کے بعد چھٹے گھنٹہ کے قریب ان کو صلیب پر لٹکایا گیا (یوحنا ۱۹: ۱۴) اِس لحاظ سے زیادہ سے زیادہ عرصہ صلیب پر لٹکے رہنے کا تین گھنٹے بنتا ہے۔ صلیب پر مرنے کے لئے یہ مدّت ہرگز کافی نہیں ہو سکتی تھی۔ پُرانی صلیب کے متعلق ڈکشنری آف دی بائیبل میں زیرِ لفظ "صلیب" لکھا ہے کہ:-

"بعض دفعہ مصلوب شخص تین دن تک لٹکے رہنے سے بھی نہ مرتا تھا۔"

(Dictionary of the Bible by Sir William Smith and Rev. J. M. Fuller M. A. London under Crucifiction)

صلیب پر موت عام طور پر بھوک، پیاس اور موسم کی شدّت اور زخموں کی تکالیف سے ہوتی تھی۔ جو تین دن کے بعد بھی نہ مرتے تھے اُن کی ہڈیاں توڑ کر ہلاک کیا جاتا تھا۔ مسیحؑ کے ساتھ دو چور بھی صلیب پر لٹکائے گئے تھے وہ اس عرصہ میں نہیں مرے تھے۔ چنانچہ اُن کی ہڈیاں توڑ کر اُن کو ہلاک کیا گیا لیکن مسیحؑ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں (یوحنا ۱۹: ۳۲-۳۴) مسیحؑ اس وقت ۳۲ سالہ باحوصلہ اور صحت مند نوجوان تھے جو مسلسل چالیس دن اور رات کا فاقہ برداشت کر سکتے تھے (متی ۴: ۲) ان کا اتنی جلدی مرجانا قرینِ قیاس نہیں ہے۔ خود پیلاطوس تجربہ کی بناء پر یہ سمجھتا تھا کہ اتنی جلدی مسیح صلیب پر نہیں مر سکتے۔ چنانچہ جب یوسف آرمتیاہ نے لاش مانگی تو "پیلاطوس نے تعجب کیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا!" (مرقس ۱۵: ۴۴) پھر مسیح کے ساتھ جو دو چور صلیب دیئے گئے تھے وہ اس عرصہ میں نہیں مرے۔ سپاہیوں کو ان کی ہڈیاں توڑ کر ان کو ہلاک کرنا پڑا تھا۔

مسیح کا رویّہ

مسیح نے یہودیوں کے مطالبہ پر کہا تھا کہ ان کو یوناہ نبی جیسا معجزہ دیا جائے گا۔ مر کر جی اُٹھنا اگر مسیح کا معجزہ تھا تو ان کو یہود کے سامنے ظاہر ہو کر اس کا ثبوت بہم پہنچانا چاہئے تھا لیکن انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر سے نکلنے کے بعد مسیح پبلک کے سامنے آنے سے احتراز کرتے تھے (مرقس ۱۶/۱۴ و یوحنا ۲۰/۱۹-۲۰) اگر واقعی انہوں نے موت پر فتح پائی تھی تو پھر ڈر کس بات کا تھا؟ ان کو تو چاہئے تھا کہ وہ کھلم کھلا یہود کو نظر آتے تا ان کو معلوم ہوتا کہ جس معجزہ کا وعدہ تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ پطرس کہتا ہے کہ مسیح جی اُٹھنے کے بعد چیدہ گواہوں یعنی صرف شاگردوں پر ظاہر ہوئے (اعمال ۱/۳) لیکن مسیح کا معجزہ دکھانے کا وعدہ شاگردوں سے نہیں تھا انہوں نے تو یہودیوں سے وعدہ کیا تھا۔ اس وعدہ کا تقاضا یہ تھا کہ مر کر جی اُٹھنے کے بعد وہ یہودیوں کو برملا ملتے لیکن ان کا طریقِ عمل اس کے برخلاف تھا۔ وہ خوف زدہ انسان کی طرح یہودیوں سے چھپتے پھرتے تھے۔ قبر سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے وہ مریم کو نظر آئے جس نے اُن کو باغبان سمجھا (یوحنا ۲۰/۱۵) گویا انہوں نے بھیس بدلا ہوا تھا تاکہ پہچانے نہ جائیں۔ پھر چند مرتبہ شاگردوں کو ملے (اعمال ۱/۱۱) وہ بھی خفیہ طور پر۔ ان کے ساتھ بھی وہ زیادہ وقت نہ گزارتے تھے۔ ان کا رویّہ بتاتا ہے کہ وہ مر کر جی نہیں اُٹھے تھے بلکہ موت کے پنجہ سے بچ نکلے تھے۔ ان کو ڈر تھا کہ دوبارہ نہ پکڑ لئے جائیں اسلئے وہ اپنی نقل و حرکت کو مخفی رکھتے تھے۔

طبیب کی خدمات

عین اُس وقت جبکہ مسیح کو صلیب سے اُتارا گیا بظاہر ایک غیر متعلق شخص آگے آیا۔ اُس کا نام یوسف آرمتیاہ تھا۔ اناجیل بتاتی ہیں کہ وہ ایک امیر آدمی تھا (متی ۲۷/۵۷) جو یہودیوں کی منتظمہ کا ممبر تھا (لوقا ۲۳/۵۰ و مرقس ۱۵/۴۳) اور یہودیوں کے خوف سے خفیہ طور پر مسیح کا شاگرد تھا (یوحنا ۱۹/۳۸) اُس نے جرأت کے ساتھ پلاطوس کے پاس جا کر لاش مانگی" (مرقس ۱۵/۴۳)

یوسف آرمتیاہ کے متعلق انجیل بتاتی ہے کہ وہ یہودیوں کے خوف سے اپنے ایمان کا اظہار نہیں کرتا تھا ایسے بزدل شخص کو یہ کیونکر جرأت ہوئی کہ وہ ایسے خطرناک وقت میں جبکہ مسیح کے شاگرد اس کو چھوڑ کر چلے گئے تھے وہ کھلم کھلا پلاطوس کے پاس جا کر مسیح کی لاش کا مطالبہ کرے؟

پلاطوس کا رویّہ بھی قابلِ غور ہے بغیر معلوم کئے کہ اس شخص کا مسیح سے کیا رشتہ ہے اور وہ لاش کیوں طلب کرتا ہے وہ فی الفور لاش اسکے سپرد کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ یہ سب واقعات

غمازی کرتے ہیں کہ بلاشبہ سب کارروائی پلاطوس کے اشارہ کے ماتحت ہو رہی تھی۔

چنانچہ منصوبہ کے مطابق یوسف آرمتیاہ مسیح کی لاش کو لے آیا۔ اس کے ساتھ نکودیمس بھی تھا جو کہ ایک ماہر طبیب تھا۔ یوحنا بتاتا ہے کہ وہ پہلے رات کے وقت یسوع کے پاس گیا تھا۔ وہ اپنے ساتھ پچاس سیر کے قریب مُر اور عُود ملا ہُوا لایا۔ ان دونوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سُوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا (یوحنا ۱۹/۳۹-۴۰) اس کے بعد جیسا کہ دستور تھا انہوں نے اسے عام قبرستان میں دفن نہیں کیا بلکہ یہودیوں کی دشمنی سے بے پرواہ ہو کر وہ اُسے اُٹھا کر ایک باغ میں لے آئے جو یوسف آرمتیاہ کی ملکیت تھا۔ اس باغ میں یوسف آرمتیاہ نے ایک چٹان کے اندر ایک کمرہ نما قبر کھدوائی ہوئی تھی جو اتنی کشادہ تھی کہ بقول یوحنا اس میں دو تین آدمی کھڑے ہو سکتے تھے (۲۰/۶-۸-۱۲) انہوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو عارضی طور پر وہاں ہی رکھ دیا (یوحنا ۱۹/۳۹) اور پھر ایک بڑا پتھر قبر کے مُنہ پر لڑھکا دیا (متی ۲۷/۶۰)۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر مسیح مر چکا تھا تو اس کو دفنانے کے لئے یوسف کو ایک ماہر طبیب کی خدمات کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کے نوکر اس مقصد کے لئے کافی تھے۔ اس موقعہ پر نکودیمس کا موجود ہونا ظاہر کرتا ہے کہ مسیح فی الحقیقت ابھی مرے نہیں تھے بلکہ سکتہ کی حالت میں تھے اور اُن کی زندگی بچانے کے لئے ایک طبیب کی ضرورت تھی۔ یوسف آرمتیاہ کا پرائیویٹ باغ اس مقصد کے لئے مناسب جگہ تھی جہاں وہ اطمینان سے مسیح کو طبی امداد دے سکتے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے مسیح کے زخموں کے لئے مرہم تیار کی جس کا نام مرہم عیسیٰ رکھا گیا۔ قدیم زمانہ کی قریباً تمام طبی کتب میں اس مرہم کا ذکر آتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہُوا ہے کہ مسیح کے زخموں کے علاج کے [illegible] یہ مرہم بنی تھی۔

یہودیوں کا شبہ

جس دن مسیح کو صلیب دی گئی وہ فسح کی تیاری کا دن تھا (یوحنا ۱۹/۱۴) سردار کاہن فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ وہاں موجود تھے (متی ۲۷/۴۱) آخر تک وہاں ٹھہر نہ سکتے تھے۔ سبت کے شروع ہونے میں وقت تھوڑا باقی رہ گیا تھا۔ اس عرصہ میں مسیح کا مرنا یقینی نہ تھا اس لئے انہوں نے پلاطوس سے درخواست کی کہ ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں (متی ۱۹/۳۱) تاکہ اُن کی موت کے متعلق اُن کو اطمینان ہو جائے۔ اگلے دن یہودی عید فسح کی تقاریب میں مصروف ہو گئے۔ جب ان کو فراغت ہوئی تو انہوں نے گزشتہ دن کے واقعات کا جائزہ لیا۔ جب اُن کو معلوم ہُوا کہ مسیح کی ٹانگیں نہیں توڑی گئیں اور صلیب سے اُتارنے کے بعد اس کو یوسف آرمتیاہ کے باغ میں رکھا گیا ہے تو اُن کو شبہ ہُوا کہ مسیح مرا

نہیں بلکہ اُن کو دھوکا دیا گیا ہے۔

"جیوش انسائیکلو پیڈیا" میں اس سوال کو خاص طور پر اٹھایا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"مجرموں کی لاشیں خاص قبروں میں نہیں دفنائی جاتی تھیں لیکن یسوع کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا اور اس کی نعش یوسف آرمتیاہ کی ملکو کر ایک کوٹھڑی میں رکھی گئی۔"
(جیوش انسائیکلو پیڈیا جلد ۷ صفحہ ۱۷۳)

غرض یہودی بھانپ گئے تھے کہ مسیح کو بچا لیا گیا ہے۔ انہوں نے اس کی نگرانی کرنی چاہی۔ لیکن چونکہ یوسف آرمتیاہ کا باغ ایک پرائیویٹ جگہ تھی جہاں وہ حکومت کی اجازت کے بغیر دخل اندازی نہیں کر سکتے تھے اسلئے پلاطوس کے پاس اُن کا ایک وفد گیا اور اس سے درخواست کی کہ تیسرے دن تک قبر کی نگرانی کی جائے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"دوسرے دن جو تیاری کے بعد کا دن تھا، سردار کاہنوں اور فریسیوں نے پیلاطوس کے پاس جمع ہو کر کہا۔ خداوند! ہمیں یاد ہے کہ اس دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا کہ میں تین دن بعد جی اُٹھوں گا۔ پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر کی نگہبانی کی جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے شاگرد آکر اُسے چُرا لے جائیں اور لوگوں سے کہدیں کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ اور یہ پچھلا دھوکا پہلے سے بھی بُرا ہو۔"
(متی ۲۷/ ۶۲ تا ۶۴)

اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان کو یقین نہیں تھا کہ مسیح مر گیا ہے اسلئے انہوں نے مطالبہ کیا کہ قبر کی نگرانی کرنے کی اجازت دی جائے۔ ان کا یہ اندیشہ کہ "کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے شاگرد آکر اُسے چُرا لے جائیں" محض ایک عذر تھا۔ اگر شاگرد اُسے چُرا کر لے بھی جاتے تو اُن کو کیا نقصان تھا؟ وہ اُن کو کہہ سکتے تھے کہ مسیح اگر زندہ ہو گیا ہے تو ہمیں دکھاؤ وہ کہاں ہے۔ اُن کے فقرہ کا اگلا حصہ خصوصیت سے قابلِ توجہ ہے۔ انہوں نے کہا "یہ پچھلا دھوکا پہلے سے بھی بُرا ہو۔" یہ پہلا دھوکا کونسا تھا؟ بلاشبہ ان کی مراد اس دھوکا سے تھی جو مسیح کی موت سے متعلق ان کو دیا گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا اب قبر کی نگرانی ہو، تا مسیح دوبارہ بچ نکلنے میں کامیاب نہ ہو سکے +

(باقی آئندہ)

خاص معاونین

جو خریدار پانچ سال کے لئے خریداری رقم چالیس روپے ادا فرماتے ہیں انہیں پانچ سال تک رسالہ بھی پہنچتا رہتا ہے اور ان کے لئے دعا کی بھی تحریک کی جاتی ہے آپ بھی الفرقان کے ان خاص معاونین میں شامل ہو کر ممنون فرمائیں۔ (مینیجر)

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں

چرخِ گردوں نے دکھایا ہے یہ کیسا انقلاب　　ہر دلِ مومن میں پیدا جس سے ہے اِک اضطراب
تیرہ بختوں کا گروہ اصلاح کا اوڑھے نقاب　　مکر و کذب و زُور سے جن کا ہُوا ہے انتساب
اُٹھ رہے ہیں آجکل فتنے جگانے کے لئے
نورِ حق کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کے لئے

سبطِ مہدیؑ مصلحِ موعودؓ کا نورِ مبیں　　ناصرِ دینِ نبیؐ حضرت امیر المومنیں
ظلِّ ذوالنورین ذیشاں عاملِ شرعِ متیں　　آسمانِ احمدیت کا جو ہے ماہِ مبیں
جلوہ گر تختِ خلافت پہ ہے با جاہ و جلال
خیرگی سے بند ہے چشمِ عدوئے بدخصال

دستِ یزداں نے لگایا ہے خلافت کا نہال　　کس کا بل بوتا ہے جو اس کو کرے گا پائمال
حافظ و ناصر ہے اس کا وہ خدائے ذوالجلال　　ہیبت و جبروت سے جس کی لرزتے ہیں جبال
اس خدائے لم یزل کا ہے یہ تابندہ نشاں
خرمنِ باطل کی خاطر ہے یہ برقِ بے اماں

ہوشیار اے اہلِ باطل مردمانِ بے شعور　　آپ کی عقلوں میں شاید آگیا ہے کچھ فتور
گر نہ دیکھے چشمِ شپّر روشنی کا کیا قصور　　آپ کی اِن حرکتوں سے اہلِ ایماں ہیں نفور
خوب فرماتے ہیں ناموسِ محمد کے امیں
"جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں"

ہوشیار اے اہلِ تقویٰ مومنانِ خوش شعار　　صبر و استقلال کا دامن نہ چھوٹے زینہار
رسم آئی ہے چلی از ابتدائے روزگار　　دشمنِ بد بیں ہمیشہ پھول کو کہتے ہیں خار
ہے خلافت شمعِ حق اس کو بجھانے کا خیال
خواب بے تعبیر۔ ناممکن۔ جنوں۔ امرِ محال

(سید ادریس احمد عاجز عظیم آبادی)

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) جناب محمد اسلم صاحب رانا ملک پارک شاہدرہ لاہور سے لکھتے ہیں :-

محترمی السلام علیکم۔ الفرقان بابت فروری ۱۹۶۲ء میں مسیحیوں کی دعوتِ مناظرات اور آپ کی قبولیت پڑھ کر دعا گو ہوں کہ یہ تحریری مناظرہ بخیر و خوبی اختتام تک پہنچے نتیجہ خیز ثابت ہو اور طالبانِ حق کے لئے رہنمائی کا کام دے۔ آمین ثم آمین۔

اگر آپ پادری عبدالحق صاحب کے ساتھ تحریری مناظرہ پر راقم الحروف کا تبصرہ بھی شائع فرما دیں تو ناچیز کی رائے میں مناظرہ کے قارئین کرام کو وہ "راز" سمجھنے میں آسانی ہو گی جس کی وجہ سے "پادری عبدالحق صاحب نے دو پرچے لکھنے کے بعد مزید کچھ بند کر دیا تھا" اور "جسے پادری صاحب بہتر جانتے ہیں۔"

مَیں پادری عبدالحق صاحب کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ ان سے کئی ملاقاتیں ہوئیں لیکچر سُنے، ایک دو تصانیف بھی پڑھی ہیں ۱۹۶۲ء میں ان سے راقم الحروف کا مناظرہ محض اسلئے نہیں ہو سکا تھا کہ آنجناب از روئے فلسفۂ مسیحی عقائد کا بطلان چاہتے تھے جبکہ مَیں فریقین کے عقائد و دلائل کی بنیاد بائیبل مقدس اور قرآن مجید ٹھہراتا تھا۔ بہرحال الوہیت مسیح پر آپ سے مناظرہ ان کی "علمیت" کا ایک تحریری اور ابدی شاہکار ہے۔ اب آپ سے یہ بتانے کی درخواست ہے کہ پادری ایس۔ ایم پال اور برکت اللہ صاحبان دورانِ مناظرہ آپ کے سامنے بغلیں جھانکنے کے علاوہ اور کیا کچھ کیا کرتے تھے؟ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہو گا۔

الفرقان۔ ابھی تک راولپنڈی کے مسٹر یوسف جلیل صاحب ایم۔ اے کی طرف سے ہماری قبولیتِ دعوت کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا انتظار ہے +

(۲) محترم مرزا مبشر احمد صاحب ایم۔ اے گجرات سے تحریر فرماتے ہیں :-

مکرمی و مشفقی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

خاکسار آجکل گجرات میں ہے اور بخیریت ہے ایک مسئلہ کے سلسلہ میں وضاحت مطلوب ہے۔

کیا ختم پڑھانا جائز ہے؟ جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں یہ نا درست ہے لیکن بعض اوقات جب کوئی احمدی بھی اس کا اہتمام کرتا ہے یا اس میں شریک ہوتا ہے تو کوفت ہوتی ہے۔

بعض تو اپنے کسی عزیز کی وفات کے تیسرے

اور چالیسویں روز ختم پڑھاتے ہیں۔ بعض کسی اسلامی بزرگ ہستی کا ختم دلاتے ہیں اور قرآن شریف کا ایک دو یا تین دفعہ ختم کروا کر اور پلاؤ یا حلوہ وغیرہ کھا اور کھلا کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مرحوم کی روح کو ثواب پہنچ گیا۔ بظاہر یہ بات غیر حقیقی ہے۔

الفرقان۔ ختم پڑھانا یا مذکورہ طریق پر ختم قرآن کرنا ہرگز اسلامی طریق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ جماعت احمدیہ کا مسلک یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کی جائے۔

(۳) محترم جناب میاں ناصر علی صاحب تمیم جھنگ نے ہمارے مقالہ نگار جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق کو ان کے مقالہ پر لکھا کہ:۔

"میدان تبلیغ میں میرے چند سال" کی دوسری قسط فروری کے الفرقان میں شائع ہوئی ہے۔ گزشتہ ماہ کا الفرقان آیا ہی تھا اور اس میں سے غالباً صرف آپ کا ہی مضمون پڑھا تھا کہ میرے ایک بھائی تھوڑی دیر کے لئے رسالہ لے گئے مگر واپس نہ کیا اور گم کر دیا۔ پہلی قسط پڑھ کر دل پر اس مضمون کے خلوص، سادگی، توکل علی اللہ اور آپ کے دل کے سوز و یقین کا گہرا اثر ہوا اور بے ساختہ چشم پُرآب ہوا۔ آپ کے لئے دل سے دعا نکلی۔ بارک اللہ تعالیٰ لکم۔ اسی روز ہی میں اپنے جذبات کا اظہار آپ سے کرنے لگا تھا کہ پھر خیال آیا ایک نظر پھر اسے دیکھ لوں۔ مگر رسالہ گم ہو چکا تھا۔ کئی روز گزر گئے اور ذہول ہوگیا۔ اب پھر اس مضمون کی دوسری قسط آنے پر دل مسرور اور پُر دعا ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ کریم ہمارے سارے مبشرین کو اس سے بڑھ کر رنگِ تقویٰ اور ایسے ہی صدق و صفا کے سادہ مؤثر طریقوں سے پیغامِ حق پہنچانے کی توفیق ارزاں فرماوے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ اللہ کریم نے ہمارے امام پاک ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ہر قابلیت اور ہر رنگ کے عشاق عطا فرمائے ہیں۔

آپ لوگ ناصرانِ دین، خوش نصیب ہیں کہ آپ کے کام ہی محرکِ دعا ہیں۔ ہم دور افتادہ نابکار لوگ حقیقۃً محتاج دعا ہیں۔

(۴)

قرآن پاک سے مہجوری کی ایک مثال

مکرم جناب ڈاکٹر حافظ محمد اسحٰق صاحب خلیل زیورچ سوئٹزرلینڈ سے لکھتے ہیں:۔

جناب محمد اسد آسٹری نژاد مسلمان ہیں پہلے ان کا نام لیوپولڈ وائس Leopold Weiss تھا ان کی کتاب روڈ ٹو مکہ Road to Mecca یورپین ممالک میں کافی مقبول ہے۔ پاکستان کی وزارت خارجہ میں کچھ دیر کام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی سوانح حیات تحدیث نعمت میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

سنہ ۱۹۵۶ء کے لگ بھگ انہوں نے مسلمانوں

کی ایک جمعیت کے انتظام کے ماتحت جس کا مرکز مکّہ ہے اور جسے بعض عرب ممالک کی سرپرستی بھی حاصل ہے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ شروع کیا جو دس پندرہ برس بعد شائع ہو گیا۔ زرِ کثیر صرف کر کے بعض اسلامی ممالک کی سرپرستی میں شائع کیا گیا۔ اکثر احباب جانتے ہوں گے کہ محمد اسد صاحب وفاتِ مسیح ناصریؑ کے بارے میں جماعت احمدیہ کے مسلک سے متفق ہیں اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آیات فلمّا توفّیتنی کنت انت الرقیب علیھم (جب تُو نے مجھے وفات دی تو تُو ہی اُن کا نگران تھا) اور بل رفعہ اللہ الیہ (اللہ تعالیٰ نے ان کا اپنی طرف رفع (مدارج) کیا) کا انگریزی ترجمہ انہوں نے ایسا کیا تھا جس سے واضح تھا کہ ان کے خیال میں حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ اس واضح مسئلہ پر کئی سالوں کی بحث تحیص، ریسرچ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے خواص و عوام میں تبلیغ کی ہوئی تشریح کے باوجود بعض علمائِ اسلام اب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

چنانچہ "علماءِ اسلام" نے فتویٰ صادر کیا کہ محمد اسد صاحب کا ترجمۂ قرآن اس ضمن میں صحیح نہیں ہے اور مطبوعہ نسخوں کی اشاعت بند کر دی جائے بقول تنویر مرحوم (مختصر تغیر کے ساتھ) ؎

دیکھو یہ کیوں سُناتے ہیں قرآں کی آیتیں
اس میں ہے کوئی راز انہیں روک دیجئے

چند مہینے پیشتر عاجز کو اتفاقاً جناب مبلغ اسلام مشتاق احمد صاحب باجوہ کے ہمراہ جنیوا ایک تبلیغی دورہ پر جانے کا موقع ہوا تو خیال ہوا کہ وہاں کا اسلامک سنٹر بھی دیکھتے چلیں۔ اس اسلامک سنٹر میں محمد اسد صاحب کے ترجمۂ قرآن کے کئی نسخے انبار کی صورت میں رکھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا کہ ہم ایک دو نسخے خریدنا چاہتے ہیں تو اس ادارہ کے مہتمم نے بتایا کہ یہ ترجمہ فروخت کرنے کی اجازت نہیں، نہ ہی ہدیتہً دے سکتے ہیں۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ کوئی وجہ نہیں بتا سکتے۔ مجھے قرآن مجید کی آیت کریمہ یاد آگئی وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (سورۃ الفرقان) مسلمانانِ کرام خود انصاف سے غور کریں کہ کیا ایک جزوی مسئلہ پر اختلاف رائے کی صورت میں سارے ترجمۂ قرآن کی اشاعت کا امتناع کوئی جواز رکھتا ہے؟

الفرقان ۔ جناب محمد اسد کے ترجمہ کی اشاعت کو روکنا بعض علماء کی تنگ ظرفی اور انتہائی غلطی ہے ورنہ آج بلادِ عربیہ میں یہ حقیقت سب لوگوں پر واضح ہو چکی ہے کہ آیت فلمّا توفّیتنی میں لفظ توفّی کے معنے بجز موت اور کچھ نہیں ہیں۔ علامہ محمود شلتوت [illegible]

ایک مخلص، ہونہار اور غیوّر احمدی کا اندوہناک حادثہ

گزشتہ دنوں مجھے دَورۂ رابطہ کے سلسلہ میں دوالمیال جانے کا اتفاق ہُوا۔ مجھے وہاں جانے پر پہلی دفعہ علم ہُوا کہ محترم ملک اعجاز احمد خان صاحب مرحوم اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے ہیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہِ راجعون۔ ملک صاحب مرحوم کے والدِ محترم جناب میجر حبیب اللہ خان صاحب نے حادثہ کی تفصیلات بتائیں جنہیں سُن کر بہت افسوس ہُوا۔ مرحوم ایک مخلص اور غیوّر احمدی تھا۔ ان کا وجود علاقے کے غریبوں کے لئے ایک رحمت تھا۔ مرحوم کے ذکرِ خیر کے طور پر ہم دردمند دل کے ساتھ ہفت روزہ نصرت لاہور میں ان کے بارے میں شائع شدہ نوٹ نقل کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور ان کے پسماندگان کو اجرِ جمیل عطا فرمائے نیز ان کی واحد نشانی انکے ننھے فرزند کے سر پر اپنے فضلوں کا سایہ رکھے۔ آمین ——————(ایڈیٹر)

۲۶ر اپریل ۱۹۷۱ء کی شام کے ساتھ ساتھ پاکستان پیپلز پارٹی ضلع جہلم کے معروف رہنما ملک اعجاز احمد اور ملک مظفر احمد کی زندگی کا سورج بھی غروب ہوگیا۔ تحصیل پنڈدادن خان اور گردونواح میں ایک کہرام مچ گیا۔ جس نے بھی سُنا انگشت بدنداں ہو کر رہ گیا۔ کانوں پر یقین نہیں آتا تھا لیکن جب تفصیلات منظرِ عام پر آئیں کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے تو ہر انسان کے آنسو بے اختیار نکل آئے کیونکہ علاقے کے عوام ایک مخلص، غریب پرور اور انسان دوست شخصیت سے محروم ہو چکے تھے۔

۲۶ر اپریل ۱۹۷۱ء تقریباً سات بجے شام ملک اعجاز احمد اپنی کار میں چکوال سے چوا سیدن شاہ کی طرف آرہے تھے کہ چوا سیدن شاہ کے قریب ہی انہیں ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت کار سمیت ایک بس نمبر ۹۹۷۳- (RIB) کے نیچے کچل کر ہلاک کر دیا گیا۔ مرحوم ملک اعجاز احمد خود کار چلا رہے تھے۔ یہ کار نمبر LEGA ۱۰۰ وہی کار تھی جس نے گزشتہ کاروں کی ایشیائی دوڑ میں پاکستان کا نام روشن کیا تھا اور ملک اعجاز احمد دوسرے نمبر پر ڈھاکہ پہنچے تھے۔

ملک مظفر احمد بی اے، بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول ڈلوال ضلع جہلم جو ملک اعجاز احمد کے قریبی عزیز تھے موقعہ پر ہی ہلاک ہو گئے اور ملک اعجاز احمد کو شدید ضربات پہنچیں اور ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی ان کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہِ راجعون ط

تحصیل پنڈدادن خان کی فضا میں ملک اعجاز کا یہ فقرہ آج بھی ایک حقیقت بن کر انسانوں کے

دلوں میں اُتر رہا ہے کہ:-

"سوشلزم میں اسلام نہیں لیکن اسلام میں سوشلزم موجود ہے۔ اسی لئے ہم اسلامی سوشلزم کا نفاذ چاہتے ہیں"

ملک اعجاز مرحوم ایک عظیم انسان تھے۔ وہ اسلامی سوشلزم کے زبردست حامی تھے۔

ملک اعجاز احمد ضلع جہلم کے مشہور قصبہ دوالمیال میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا کپتان غلام محمد مرحوم پہلے ہندوستانی تھے جو رائل انڈین آرمی میں کپتان کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اپنی شاندار فوجی خدمات کے عوض انعام میں ایک توپ حاصل کی جو گاؤں کے عین درمیان نصب کر دی گئی۔ چنانچہ اس گاؤں میں میجر جنرل نذیر احمد اور کئی اعلیٰ فوجی افسر پیدا ہوئے اس وقت پاک فوج میں اس گاؤں کی اعلیٰ سطح پر نمائندگی حسب ذیل ہے:-

بریگیڈیر: ۵، کرنل: ۲۰، میجر: ۳۰، کپتان: ۵۰ کے قریب اور دیگر عہدوں پر بے شمار۔ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس کا کوئی نہ کوئی فرد پاک فوج میں نہ ہو۔

ملک اعجاز احمد اسی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دیال سنگھ کالج لاہور سے ایف۔ اے کیا۔ اس کے بعد کئی سال امریکہ میں مقیم رہے۔ ان کے والد کوئٹہ کی کانوں کے مالک ہیں۔ مرحوم نے امریکہ سے واپسی پر یہی کاروبار اختیار کیا اور اپنی ذہانت اور قابلیت کی بنا پر دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی۔ اس کے ساتھ ساتھ مرحوم نے ٹرانسپورٹ کا کاروبار شروع کیا اور اپنی ٹرانسپورٹ کمپنی قائم کر لی جس کا نام انہوں نے فلسطینی حریت پسندوں کی مشہور عالم تنظیم "الفتح" کے نام پر "الفتح بس سروس دوالمیال" رکھا۔ اس وقت یہ کمپنی علاقے کی سب سے بڑی ٹرانسپورٹ کمپنی ہے۔

مرحوم ملک اعجاز احمد نے کاروں کی گزشتہ ایشیائی دوڑ میں پاکستان کی نمائندگی کی تھی۔ ان کی کار کے سامنے قومی پرچم بدستور آویزاں ہیں۔ ان کی کار کا نمبر دوڑ میں ۷۴ تھا اور مرحوم دوسرے نمبر پر ڈھاکہ پہنچے تھے۔ مرحوم جب پاک افغان سرحد کے قریب پہنچے تو ایک سکھ جو کہ دوڑ میں شریک تھا پٹرول ختم ہو جانے کی وجہ سے رُکا پڑا تھا اور کوئی بھی اُسے ایندھن مہیا کرنے کو تیار نہ تھا۔ مرحوم نے اپنی کار روک کر اُسے پٹرول مہیا کیا۔ اسی طرح مرحوم نے پاک و بھارت سرحد کے قریب ایک جاپانی کو بھی ایندھن مہیا کیا۔

مرحوم کی عمر ۳۰ سال کے لگ بھگ تھی۔ بڑے زمیندار ہونے کے باوجود گھر کے دُھلے اور بغیر استری ہوئے کپڑے (سفید شلوار سفید قمیص) پہنتے تھے۔ مرحوم نے سینکڑوں بیواؤں، متعدد طلباء اور کئی غریب خاندانوں کے وظیفے مقرر کر رکھے تھے اور ان کو بنک سے پاس بکیں بنوا کر دے رکھی تھیں تاکہ انہیں دقت نہ ہو۔

مرحوم کی ذاتی جیپ علاقہ میں بطور ایمبولینس استعمال ہوتی تھی اور مقامی میڈیکل سٹور سے سینکڑوں مریض مفت ادویات حاصل کرتے تھے جن کا بل مرحوم ادا کرتے تھے۔

مرحوم اپنی کمپنی کے کارکنوں پر بے حد مہربان تھے، انہیں بے شمار سہولتیں دے رکھی تھیں۔ کارکن ان سے پیار کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دس بسوں کی ٹرانسپورٹ کمپنی میں کوئی چیکر مقرر نہیں۔

ملک اعجاز احمد کی شادی ۱½ سال قبل ہوئی تھی اور اب ان کی نشانی ایک چھ ماہ کا بچہ ہے۔ ملک صاحب کی موت سے لاکھوں دل مغموم ہیں کیونکہ علاقہ ایک مخلص، انسان دوست، غریب پرور اور مہربان مسلمان سے محروم ہو گیا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک اہم ستون زمین بوس ہو گیا ہے۔" (ہفت روزہ نصرت لاہور ۳۰ مئی ۱۹۷۱ء)

الفرقان۔ اس نوٹ کو پڑھ کر عربی زبان کا شعر یاد آتا ہے ؎

انّما المرء حدیث بعدہٗ ؛ فکن حدیثاً حسناً لمن وعی

کہ مرنے کے بعد انسان لوگوں کے لئے ایک کہانی ہو جاتا ہے تمہیں چاہیئے کہ ایسی اچھی کہانی بنو جو لوگوں کے لئے خوشگوار یاد ہو۔ مرحوم اعجاز احمد غریب پروری کے باعث فی الواقع اپنے گاؤں اور علاقے کے لئے نہایت خوشگوار یاد ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ +

شیعہ صاحبان اور جماعت احمدیہ کے مابین
تحریری مناظرہ مہت پور
مضامین مناظرہ
(۱) صداقت دعویٰ حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ۔
(۲) متعۃ النساء (شیعہ)
(۳) ختم نبوت کی حقیقت
(۴) تعزیہ (شیعہ)
ملنے کا پتہ: مکتبہ الفرقان ربوہ
قیمت: دو روپے علاوہ محصولڈاک

ہر قسم کا سامان سائنس
واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
گنپت روڈ لاہور
کو
یاد رکھیے

ایک دواخانہ

جسے

خود حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے چند شاگردوں کے لئے جاری کیا

اس دواخانہ کی ایک کرن

"حکیم نظام جان اینڈ سنز"

کی شکل میں مسلسل ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروف عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے شاگرد والد مکرم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دکھی مخلوق کی بہتر خدمت کی ہمیں توفیق بخشتے رہیں۔

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ و ربوہ

روزنامہ ربوہ

الفضل

الفضل ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار ہے۔

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے روح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ملکوں میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینجر)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ

تحریک جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینجنگ ایڈیٹر)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے نہایت مفید
خارش، پانی بہنا، پھپنی، ناخنہ، ضعف بصارت
وغیرہ امراض چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ متعدد
جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر جو عرصہ ساٹھ سال
سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر فی شیشی :- سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ
کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ
پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد
جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا،
ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت :- پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری؛ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ؛ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ الفرقان- ربوہ)

وصـــــــایا

مسل نمبر ۲۰۶۱۷ میں محمد ریاض حسنی ولد میاں دین محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مگر ذریعہ ماہوار آمد ہے جو اسوقت ۲۷۵/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد محمد ریاض حسنی ماڈرن موٹرز لمیٹڈ بیومنٹ روڈ کراچی ۔ گواہ شد چوہدری عبدالستار نعیم پریذیڈنٹ حلقہ نمبر ۹ ۔ گواہ شد نذیر احمد منصور زعیم حلقہ ۔۔۔ کراچی ۔

مسل نمبر ۲۰۶۱۸ میں محمد الدین ولد فیض بخش صاحب مرحوم قوم ۔۔۔ پیشہ ملازمت عمر ۔۔۔ سال بیعت ۱۹۔۔ ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مگر ذریعہ ماہوار آمد ہے جو اسوقت ۔۔۔ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد محمد الدین ۔۔۔ جناح روڈ کوئٹہ نزد سنڈیمن ہسپتال ۔ گواہ شد عبدالرشید ۔۔۔ سلسلہ احمدیہ کوئٹہ ۔ گواہ شد سید محمد یعقوب ۔۔۔ شارع قائد جناح کوئٹہ ۔

مسل نمبر ۲۰۶۱۹ میں محمد یونس ولد خوشی محمد صاحب قوم ۔۔۔ پیشہ تعلیم عمر ۔۔۔ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مگر ذریعہ ماہوار آمد ہے جو اسوقت ۔۔۔ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد محمد یونس ولد خوشی محمد دارالصدر شمالی ربوہ ۔ گواہ شد خوشی محمد دارالصدر شمالی ربوہ ۔ گواہ شد عبدالسلام بھٹی صدر محلہ دارالصدر شمالی ربوہ ۔

مسل نمبر ۲۰۶۲۱ میں زکریا داؤد ولد محمد یوسف صاحب قوم شیخ پیشہ تعلیم عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مگر ذریعہ ماہوار آمد ہے جو اسوقت ۵/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد محمد زکریا داؤد دارالصدر شمالی ربوہ ۔ گواہ شد شیخ محمد یوسف ۔۔۔ دارالصدر شمالی ربوہ ۔ گواہ شد قاضی عبدالسلام بھٹی صدر محلہ دارالصدر شمالی ربوہ ۔

مسل نمبر ۲۰۶۲۶ میں رحمت علی جاوید ولد مولوی احمد علی صاحب ۔۔۔ قوم ۔۔۔ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مگر ذریعہ ماہوار آمد ہے جو اسوقت ۲۲۵/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد رحمت علی جاوید ۔۔۔ سعید آباد ۔۔۔ کیمپ کراچی ۔ گواہ شد ۔۔۔ محمد ریاض سیفی ماڈرن موٹرز لمیٹڈ بیومنٹ روڈ کراچی ۔ گواہ شد بشیر الدین عباسی ناظم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ کراچی ۔

مسل نمبر ۲۰۶۲۷ میں محمد شریف ولد ملک اصغر صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن احمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مگر ذریعہ ماہوار آمد ہے جو اسوقت ۱۱۱/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز

میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد شریف احمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر۔ گواہ شد محمد اشرف پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ احمد آباد اسٹیٹ۔ گواہ شد محمد اکبر افضل مربی سلسلہ احمدیہ ضلع تھرپارکر۔

مسل نمبر ۲۰۶۳۴ میں ریاض احمد ولد چوہدری فرح اللہ خان صاحب قوم وڑائچ پیشہ زمیندارہ عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۰۰ شمالی ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۷۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے العبد ریاض احمد ولد چوہدری فرح اللہ صاحب حال جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد شریف احمد چوہدری ناصر احمد صاحب چک ۱۰۰ شمالی ضلع سرگودھا۔ گواہ شد چوہدری فتح خان ولد برکت خان چک ۱۰۰ شمالی سرگودھا۔

مسل نمبر ۲۰۶۳۸ میں سراج احمد ولد احمد دین لڈکا قوم لڈکا پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری کوئی جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد سراج احمد متعلم طبیہ کالج ربوہ۔ گواہ شد منیر احمد ولد مولوی خورشید احمد دارالعلوم شرقی ربوہ۔ گواہ شد محمد لطیف ولد فقیر احمد دارالعلوم شرقی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۶۴۰ میں سردار پیر بخش ولد سردار شیر خان صاحب قوم راجپوت جنجوعہ پیشہ زمینداری عمر ۹۲ سال بیعت ۱۹۰۶ء ساکن مندروال ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زرعی اراضی چاہی بارانی پتھریلی ۱۲۱ کنال مالیتی ۴۰۰۰/- روپیہ (۲) مکان نصف حصہ مالیتی ۵۰۰/- روپیہ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد پیر بخش مندروال ڈاکخانہ چہان ضلع راولپنڈی۔ گواہ شد اولیاد خان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مندروال۔

مسل نمبر ۲۰۶۴۱ میں فضل محمد عرف فضل الدین کپورتھلوی ولد کرم الدین احمدی قوم گوجر پیشہ زراعت عمر ۶۰ سال بیعت مارچ ۱۹۲۴ء ساکن باٹھ بانوالہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زرعی اراضی تیرہ ۱۳ ایکڑ دو کنال مالیتی ۲۴۰۵۰/- روپیہ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد فضل محمد عرف فضل الدین کپورتھلوی۔ گواہ شد علی محمد پریذیڈنٹ باٹھ بانوالہ۔ گواہ شد تاج محمد عرف تاج دین سیکرٹری مال

مسل نمبر ۲۰۶۴۲ میں مصباح الدین احمد ولد محمد بشیر الدین صاحب بھاگلپوری پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ستمبر ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۵۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مصباح الدین احمد بقلم خود کراچی ۳ صدر۔ گواہ شد مبارک احمد اڈیشنل سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد محمد شفیع نجیب آبادی احمدیہ ہال میگزین لین کراچی۔

مسل نمبر ۲۰۶۴۴ میں شیخ منصور احمد طارق ولد شیخ مقبول احمد صاحب بوہڑ قوم شیخ پیشہ تعلیم عمر ۱۶ سال تقریباً پیدائشی احمدی ساکن ڈلہوزی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۵ روپیہ جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا

جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد منظور احمد ولد شیخ مقبول احمد صاحب بقلم خود منصور میڈیکل ہال نمبر ۵ محلہ رضا آباد لائلپور۔ گواہ شد مقبول احمد سیکرٹری مال حلقہ رضا آباد۔ گواہ شد عطا حسین شاہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لائلپور

مسل نمبر ۲۰۶۴۵ میں عبدالحمید ولد چوہدری سلطان علی صاحب مرحوم قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۲۶ سال بیعت ۱۹۵۹ء ساکن محراب پور ضلع نوابشاہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ۴۰ ایکڑ اراضی (جو میرے ایک بھائی، بہنوں اور والدہ صاحبہ نیز خاکسار کے مابین قابل تقسیم ہے) ۲۔ ایک مکان اور ایک دکان (جو دو بھائیوں کے درمیان مشترک ہے) مالیتی ۴۰۰۰۰/- میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۶۰۰۰/- روپے سالانہ آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالحمید معرفت سیکرٹری مال جماعت احمدیہ محراب پور ضلع نوابشاہ۔ گواہ شد حکیم نذیر احمد ریحان مربی سلسلہ احمدیہ۔ گواہ شد علی اکبر شاہ نائب امیر ضلع نوابشاہ ۲۰/۱/۶۱

مسل نمبر ۲۰۶۵۱ میں ماسٹر سید احمد ولد چوہدری مولا داد صاحب قوم جٹ وڑائچ پیشہ کاشتکاری عمر ۶۹ سال بیعت یکم مارچ ۱۹۲۶ء ساکن مانگا ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۸/۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زرعی اراضی چھ ایکڑ مالیتی ۳۰۰۰/- روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۹۲/- روپے بطور پنشن ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے۔ العبد چوہدری سید احمد ساکن مانگا ڈاکخانہ بھلور ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد محمود احمد ساکن مانگا۔ گواہ شد محمود احمد باجوہ معلم حلقہ چونڈہ۔

مسل نمبر ۲۰۶۵۸ میں عطاء اللہ ولد مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب قوم دھدیوال پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۴۲ جنوبی ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ تین ایکڑ زرعی اراضی مالیتی ساٹھ ہزار روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۶۰۵/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ ۹/۱/۶۱ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عطاء اللہ ولد غلام حیدر عفی عنہ۔ گواہ شد غلام رسول صدر جماعت احمدیہ چک ۴۲ جنوبی ضلع سرگودھا۔ گواہ شد غلام اللہ زعیم مجلس انصار اللہ و صدر موصیان چک ۴۲

مسل نمبر ۲۰۶۶۲ میں مغفور احمد ولد علی محمد صاحب قوم مسلم جاٹ پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۴۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مغفور احمد ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد ملک سیف الرحمن جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد قریشی نور الحق تنویر سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ۔

مسل نمبر ۲۰۶۶۷ میں فضل الٰہی ولد فضل الدین صاحب قوم ارائیں پیشہ وقف زندگی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۲۶/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی

حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد فضل الٰہی سلسلہ احمدیہ ربوہ معرفت سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ۔ گواہ شد چوہدری احسان الرحمٰن پسر اعلقبا للہ نوابے ربوہ۔ گواہ شد خلیل احمد مبشر مربی سلسلہ جہلم چک R.B ضلع لائلپور۔

مسل نمبر ۲۰۶۶۸ میں محمد یونس بھٹی ولد رحمت اللہ صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت /۶۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد یونس بھٹی دارالصدر غربی فان کوارٹرز کارکن لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد عطاء اللہ ایم اے صدر محلہ دارالصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد محمد رفیق ملک صدر محلہ دارالصدر غربی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۶۷۲ میں رحیم بخش ولد چوہدری نواب دین صاحب قوم راعیں عمر ۶۹ سال پیدائشی احمدی ساکن E پیپلز کالونی لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۶ کنال زرعی اراضی قیمتی /۲۲۵۰ روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد رحیم بخش۔ گواہ شد اعجاز احمد پیپلز کالونی لائلپور۔ گواہ شد سعید احمد SM-E پیپلز کالونی لائلپور۔

مسل نمبر ۲۰۶۷۶ میں عبدالقادر ولد چوہدری غلام محمد صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک عدد مکان واقع دارالرحمت شرقی ربوہ قیمتی تین ہزار روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ /۱۴۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالقادر خان کوٹھی نمبر ۱۲۵ شاہراہ نذر اسلام کوئٹہ۔ گواہ شد محمد یحییٰ خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا کوئٹہ۔

مسل نمبر ۲۰۶۸۱ میں عبدالعلیم خالد ولد ملک عبدالعظیم صاحب قوم ککے زئی پیشہ تعلیم عمر ۱/۲ ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک مکان ۱۰ مرلے ربوہ قیمتی دس ہزار روپیہ ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں میرا جو حصہ ہوگا اسپر یہ وصیت ہوگی (۲) ایک کنال مکان چاہ نوشہرہ ضلع سیالکوٹ مالیتی /۵۰۰ روپے اسمیں ہم تین بھائی حصہ دار ہیں اپنے حصہ کی وصیت کرتا ہوں میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ /۱۰ روپے بطور جیب خرچ ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبدالعلیم خالد۔ گواہ شد فتح محمد سیکرٹری مال محلہ دارالبرکات ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۶۸۴ میں عبداللطیف ولد ملا فتح محمد صاحب قوم گوجر عمر ۶۷ سال پیدائشی احمدی ساکن بھلیسر ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) چھ کنال بارانی زمین واقع موضع بھلیسر ضلع گجرات قیمتی /۱۲۵۰ روپے (۲) ایک مکان رقبہ مرلے موضع بھلیسر قیمتی /۵۰۰ روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت مجھے مبلغ /۲۰ روپے بطور پنشن ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبداللطیف بھلیسر ضلع گجرات P.O ملکیانہ۔ گواہ شد عبدالمنان ناصر ولد عبدالرحیم صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد علم الدین دارالرحمت شرقی ربوہ

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
HOT KETCHUP
HOT KETCHUP
Shezan
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

Monthly "AL-FURQAN" Rabwah

March 1972 **Regd. No. L. 5708**

جماعتہائے احمدیہ انگلستان کا سالانہ جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتہائے احمدیہ انگلستان کا سالانہ جلسہ گذشتہ سال اگست ۱۹۷۱ء میں نہایت کامیابی سے منعقد ہؤا ۔ الحمدللہ ۔ ہزارہا احمدی و غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب نے جلسہ میں شمولیت فرمائی ۔ جلسہ میں انگریزی اور اردو زبان میں دلچسپ تقاریر ہوئیں ۔ اس موقعہ کی متعدد تصاویر میں سے ایک تصویر درج ذیل ہے ۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب صدر مجلس عالمی انصاف ہیگ کے ساتھ عزیزم عطاءالمجیب صاحب راشد نائب امام مسجد بھی اس تصویر میں ہیں اللہ تعالیٰ حضرت چوہدری صاحب کے نافع الناس وجود کو تا دیر سلامت رکھے ۔ آمین